Postal Reg.No:PB/1023/2001

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 50 شمارہ 1

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک
10 پونڈ

18 / شوال 1422 ہجری 3 / صلح 1381 ہش 3 / جنوری 2002ء

اخبار احمدیہ

قادیان 29 / دسمبر 2001ء (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ۔

کل حضور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی صفت "مؤمن" کے متعلق بصیرت افروز تفصیل بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔

کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ۔ عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں (سے دور کرنے) میں بھی شریک ہو جاؤ

ہمدردی، محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جاوے اور تمام عادتوں پر رحم، ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کرلیا جاوے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

اصل بات یہ ہے کہ اندرونی طور پر ساری جماعت ایک درجہ پر نہیں ہوتی۔ کیا ساری گندم تخم ریزی سے ایک ہی طرح نکل آتی ہے۔ بہت سے دانے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ضائع ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ ان کو چڑیاں کھا جاتی ہیں۔ بعض کسی اور طرح قابل ثمر نہیں رہتے۔ غرض ان میں سے جو ہونہار ہوتے ہیں ان کو کوئی ضائع نہیں کرسکتا۔ خدا تعالیٰ کے لئے جو تمام تیار ہوتی ہے وہ بھی کسی زرع ہوتی ہے۔ اسی لئے اس اصول پر اس کی ترقی ضروری ہے۔ پس یہ دستور ہونا چاہئے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے۔ یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں۔ تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اس کو ڈوبنے دے۔ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچائے۔ اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے۔ تَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدہ:۳) کمزور بھائیوں کا بار اٹھاؤ عملی ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے اور اس کی یہی صورت ہے کہ ان کی پردہ پوشی کی جاوے۔ صحابہ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلموں کی کمزوریاں دیکھکر نہ چڑو کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔ دیکھو وہ جماعت جماعت نہیں ہو سکتی جو ایک دوسرے کو کھائے۔ اور جب چار مل کر بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں اور ان کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہئے بلکہ اجماع میں چاہئے کہ قوت آجاوے اور وحدت پیدا ہو جاوے جس سے محبت آتی ہے اور برکات پیدا ہوتے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ذرا ذرا سی بات پر اختلاف پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہیکہ مخالف لوگ جو ہماری ذرا ذرا سی بات پر نظر رکھتے ہیں معمولی باتوں کو اخباروں میں بہت بڑی بنا کر پیش کر دیتے ہیں اور خلق کو گمراہ کرتے ہیں لیکن اگر اندرونی کمزوریاں نہ ہوں تو کیوں کسی کو جرأت ہو کہ اس قسم کے مضامین شائع کرے اور ایسی خبروں کی اشاعت سے لوگوں کو دھوکا دے۔ کیوں نہیں کیا جاتا کہ اخلاقی قوتوں کو وسیع کیا جاوے۔ اور یہ تب ہوتا ہے کہ جب ہمدردی محبت اور عفو اور کرم کو عام کیا جاوے اور تمام عادتوں پر رحم ہمدردی اور پردہ پوشی کو مقدم کرلیا جاوے۔ ذرا ذرا سی بات پر ایسی سخت گرفتیں نہیں ہونی چاہئیں جو دلشکنی اور رنج کا موجب ہوتی ہیں۔

(ملفوظات جلد سوم۔ صفحہ ۳۴۷ اور ۳۴۸)

ماہ رمضان المبارک میں مسجد فضل لندن میں درس قرآن کریم کی نہایت پاکیزہ اور بابرکت عالمی مجلس

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ہر ہفتہ اور اتوار کو درس قرآن مجید جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست دیکھا اور سنا جاتا ہے

(۹/ رمضان المبارک ۲۰۰۱ء (بروز اتوار) سورۃ الاعراف کی آیات ۱۴۹ تا ۱۵۸ کے درس کا خلاصہ)

(چوتھی قسط)

لندن۔ (۹ / رمضان المبارک۔ ۲۵ / نومبر ۲۰۰۱ء)۔ آج برطانیہ میں رمضان المبارک کا نواں روز اور ہفتہ کا دن تھا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج قبل دوپہر مسجد فضل لندن میں سورۃ الاعراف کی آیات ۱۴۹ تا ۱۵۸ کا درس ارشاد فرمایا جو ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ دنیا بھر میں براہ راست نشر کیا گیا۔ قرآنی علوم اور حقائق و معارف پر مشتمل اس درس میں حضور ایدہ اللہ اہم اور، مشکل الفاظ کی حل لغت، احادیث نبویہ اور مفسرین کی تفاسیر کے علاوہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی تفاسیر کے حوالہ سے بھی مضامین قرآن کو بیان فرماتے ہیں اور جہاں ضرورت ہو وہاں ضروری تشریحات اور محاکمہ بھی فرماتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ احباب براہ راست ایم ٹی اے کے ذریعہ درس کی اس پاکیزہ مجلس میں شامل ہو کر اس سے استفادہ کرتے ہونگے۔ تاہم احباب کے استفادہ اور ریکارڈ کے لئے ذیل میں اس درس کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

گزشتہ درس میں سورۃ الاعراف کی آیت ۱۴۹ کی تفسیر جاری تھی کہ درس کا وقت ختم ہو گیا۔ آج حضور ایدہ اللہ نے اسی آیت کی تشریح کو جاری رکھتے ہوئے سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی تفسیر پیش فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں: "﴿لَهٗ خُوَارٌ﴾: آج کل کی صناعی کے لحاظ سے یہ قابل تعجب امر نہیں۔ ﴿لَا يُكَلِّمُهُمْ﴾: برہمو، نیچری، فلاسفرانہ طبیعت کے لوگ بلکہ عام علماء غور کریں۔ یہاں معبودیت کی تردید اسی دلیل سے ہے کہ ﴿لَا يُكَلِّمُهُمْ﴾ پس وہ خدا کیونکر معبود ہو جو کلام نہیں کرتا۔ ﴿لَا يَهْدِيْهِمْ سَبِيْلًا﴾: کلام کے ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ کوئی عمدہ راہ دکھلائے"۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰/ستمبر ۱۹۰۹ء)

اسی طرح فرمایا: "﴿وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوْسٰى مِنْ بَعْدِهٖ......عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ﴾: مطلب اتنا ہے کہ موسیٰ کی قوم نے موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں اپنے زیور سے ایک بچھڑا بنایا تھا جو صرف جسم تھا۔ اس میں روح نہ تھی ہاں اس کی آواز تھی"۔ (حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۱۔۲۲۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں: "جب لیکھرام نے نہایت اصرار کے ساتھ اپنی موت کے لئے مجھ سے پیشگوئی چاہی تو مجھے دعا کے بعد یہ الہام

باقی صفحہ (7) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

ایک اعتراض یہ بھی!

گزشتہ چند سالوں سے غیر احمدی علماء جلسہ سالانہ قادیان پر آنے والے نومبائع مہمانوں کو اس روحانی جلسہ سے روکنے کے لئے طرح طرح کے ہتھکنڈے اپناتے ہیں۔ان میں سے بعض اعتراض تو فضول نوعیت کے ہوتے ہیں مثال کے طور پر کہا جاتا ہے کہ قادیان میں لے جا کر سب کو قتل کر دیا جائے گا۔قادیان لے جا کر گردے نکال لئے جائیں گے۔قادیان میں حرام کا اور جھٹکے کا گوشت کھلایا جاتا ہے۔قادیان کی مسجد کی سیڑھیوں پر کلمہ لکھا ہوا ہے اور کلمہ پر پیر رکھ کر (نعوذ باللہ) مسجد پر چڑھا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔یہ اور اس نوعیت کے بہت سے اعتراض ایسے ہیں کہ تھوڑی بہت عقل رکھنے والے بھی ان ملاؤں کے جھوٹ سے واقف ہو جاتے ہیں اور پھر ان پر لعنت بھیجتے ہیں۔

لیکن بعض اعتراضات کسی قدر علمی نوعیت کے ہوتے ہیں۔مثال کے طور پر سادہ لوح مسلمان بھائیوں سے کہا جاتا ہے کہ قادیان میں بجائے پانچ نمازیں پڑھنے کے تین پڑھی جاتی ہیں۔اس کی اصل حقیقت یہ ہے کہ قادیان میں جلسہ سالانہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت کے مطابق ظہر اور عصر کی نماز جمع کر کے اور اسی طرح مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھی جاتی ہیں۔اس طرح چونکہ تین وقت میں پانچ نمازیں پڑھی جاتی ہیں تو بس اس کو یہ دھوکے باز ملاں عام مسلمانوں کے آگے اس رنگ میں پیش کرتے ہیں کہ گویا سارا سال قادیان میں تین نمازیں پڑھی جاتی ہیں۔اور اس بات کو عوام سے چھپاتے ہیں کہ قادیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک سنت پر عمل کرتے ہوئے فجر کے بعد ظہر عصر اور مغرب عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھی جاتی ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر ملاں تو اَن پڑھ ہوتے ہیں اور ان کو جمع نماز کی سنت کا علم ہی نہیں۔اور کچھ پڑھے لکھے ہوتے تو ہیں لیکن احمدیت کی دشمنی ان سے جھوٹ بلواتی ہے اور وہ جان بوجھ کر کذب بیانی سے کام لیتے ہیں۔

آج کی گفتگو میں ہم احادیث مبارکہ اور فقہ کی روشنی میں جمع نماز کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہیں تا کہ سب پر یہ بات واضح ہو جائے۔

نماز جمع کرنا ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے۔نماز جمع کرنے کے بارہ میں نہ صرف ایک دو بلکہ بکثرت احادیث وارد ہوئی ہیں۔اور اکثر مصنفین نے اپنی کتب حدیث میں ان احادیث کو **"جمع بین الصلوٰتین"** کے عنوان سے درج کیا ہے۔احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی موقعوں پر نمازیں جمع کر کے پڑھی ہیں۔مثلاً حج کے موقع پر آپ نے مزدلفہ اور عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز اور مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھی اور آج بھی حجاج کرام اپنے پیارے آقا کی سنت کی پیروی میں نویں ذوالحج کو میدان عرفات میں ظہر اور عصر کی نمازیں اور نویں ذوالحج کو ہی بعد غروب آفتاب عرفات سے مزدلفہ کو روانہ ہو کر وہاں عشاء کے وقت مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھتے ہیں۔

پھر آپ نے سفر میں بھی ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھی ہیں۔بلکہ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سفر میں آپ ہمیشہ نماز جمع کر کے ہی پڑھتے تھے۔سفر میں آپ کے نماز جمع کرنے کے بارہ میں کثرت سے حدیثیں ملتی ہیں۔

آپ نے حضر میں یعنی مقیم ہونے کی حالت میں بھی نمازیں جمع کی ہیں۔چنانچہ جب بارش ہوتی آپ نماز جمع فرماتے۔حدیث میں یہاں تک آیا ہے کہ مدینہ میں مقیم ہونے کی حالت میں آپ نے بغیر کسی خوف اور سفر اور بارش کے نماز جمع کی۔حدیث کے راوی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب دریافت کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیوں کیا تو آپ نے جواب دیا کہ "تا امت حرج میں نہ پڑے"۔گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل امت کی تعلیم کے لئے تھا کہ عذر اور مجبوری کی بنا پر ظہر اور عصر کی نماز اور مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی جا سکتی ہے تا کہ آپ کی امت بعض حالات میں مشقت اور تکلیف اٹھانے سے بچ جائے۔جمع نماز کی بنیاد ہی دراصل اسی بات پر ہے کہ امت کے افراد بے جا دقت اور پریشانیوں میں پڑنے سے بچ جائیں اور ایسے موقعوں پر جبکہ حقیقی عذر لاحق ہو نماز جمع کر لی جائے۔مستحاضہ کو بھی اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمع کرنے کا حکم دیا۔(مستحاضہ اس عورت کو کہتے ہیں جس کو حیض و نفاس کے علاوہ کسی اور بنا پر مثلاً بیماری وغیرہ خون آتے رہنے کی شکایت ہو) چنانچہ حدیث میں آتا ہے:-

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَنَّ سَهْلَةَ بِنْتَ سُهَيْلٍ اُسْتُحِيْضَتْ فَاَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم فَاَمَرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ فَلَمَّا جَهَدَهَا ذَالِكَ اَمَرَهَا اَنْ تَجْمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِغُسْلٍ وَّالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِغُسْلٍ وَّتَغْتَسِلَ لِلصُّبْحِ ۔

ترجمہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سہلہ بنت سہیل کو استحاضہ آیا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں۔(اور مسئلہ دریافت کیا کہ اس حالت میں میں کس طرح نماز پڑھوں) آپ نے انہیں ہر نماز کے وقت غسل کرنے کا حکم دیا۔جب ان پر یہ شاق گزرا تو آپ نے انہیں ایک غسل سے ظہر اور عصر کی نمازیں جمع کرنے کا دوسرے غسل سے مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرنے کا اور تیسرے غسل سے فجر کی نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

(سنن ابوداؤد، مترجم علامہ وحید الزماں، جلد اول، باب "من قال تجمع بين الصلوتين و تغتسل لهما غسلا"۔ صفحہ نمبر ۱۴۳، حدیث نمبر ۲۹۵ مطبع زمزم پرنٹنگ پریس، ناشر اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، دہلی)

ایسے ہی اور بعض دیگر وجوہات کی بنا پر نماز جمع کی جا سکتی ہے مثلاً:-

"سخت خطرہ ہو۔سفر ہو۔بارش ہو۔بیماری ہو۔سخت سردی ہو۔کیچڑ ہو اور سخت اندھیرا ہو۔کوئی اہم دینی اجتماع ہو یا اسی قسم کی کوئی اور اہم دینی مصروفیت ہو جس کی وجہ سے نمازیوں کو دوبارہ جمع ہونے میں خاص تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہو۔یہ فیصلہ کرنا کہ آیا ان حالات میں سے کوئی حالت ایسی ہے کہ نمازیں جمع کر لی جائیں دراصل امام اور مقتدیوں کی رائے پر منحصر ہے۔اگر مقتدیوں کی اکثریت صورت حال کے اس اقتضاء کو مانتی ہو تو امام کو ان کی رائے کا احترام کرنا چاہئے۔اسی طرح اگر امام کی رائے ہو اور وہ نماز شروع کر دے تو مقتدیوں کو اس کی اقتداء کرنی چاہئے بہرحال جب نمازیں جمع کرنے کا فیصلہ ہو جائے تو پھر سب مقتدیوں کو اس کی پابندی کرنی چاہئے۔کسی فرد واحد کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ عملی اختلاف کرے اور ساتھ نماز نہ پڑھے۔ہاں نرمی اور دلیل کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے کہ اس کے نزدیک یہ فیصلہ درست نہیں۔بہرحال یہ فیصلہ کرنا کہ آیا حالت ایسی ہے کہ نماز جمع کی جائے یا نہ کی جائے اس کا تعلق دراصل انہیں لوگوں سے ہے جن کو اس صورت حال سے واسطہ پڑا ہے اور ان کی رائے ہی فیصلہ کن ہوگی"۔

(فقہ احمدیہ عبادات صفحہ ۱۸۵ اور ۱۸۶)

اب ذیل میں چند وہ احادیث درج کی جاتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ سفر میں نمازیں جمع کر کے پڑھتے تھے۔

صحیح بخاری جو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کے بعد سب سے زیادہ صحیح اور مستند کتاب مانی جاتی ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جمع نماز کے بارہ میں یہ حدیث درج ہے۔حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی حدیث کے تحت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت سالم کی شہادت کو پیش فرمایا۔ان تینوں اصحاب کا کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں نماز جمع کر کے پڑھتے۔حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

☆عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ النبى صلى الله عليه وسلم يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالعشاء اِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ

☆عن ابن عباس رضى الله عنهما قال كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عليه وسلم يَجْمَعُ بَيْنَ صَلاةِ الظُّهْرِ والعصرِ اِذَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ سَيْرٍ وَ يَجْمَعُ بَيْنَ المغربِ والعشاءِ.

☆عن اَنَسِ بْنِ مالك رضى الله عنه قال كَانَ النبى صلى الله عليه وسلم يجمع بين صلاة المغرب والعشاء فى السفرِ .

ترجمہ:- حضرت سالم اپنے والد عبد اللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تو مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے تھے۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں ہوتے تو مغرب اور عشاء ملا کر پڑھتے۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے دوران مغرب اور عشاء کی نمازیں اکٹھی پڑھتے تھے۔

(بخاری شریف جلد اول، مترجم مولانا عبد الحکیم خان شاہجہانپوری، صفحہ ۴۳۹، باب "الجمع فی السفر بين المغرب والعشاء"، حدیث نمبر ۱۰۳۸، اعتقاد پبلشنگ ہاؤس دہلی، سن اشاعت ۱۹۸۷ء)

قارئین! حدیث کے الفاظ **"اذا جدبه السير"** **"اذا كان على ظهر سير"** اور **"فى السفر"** قابل غور ہیں الفاظ بتا رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول مبارک تھا کہ سفر میں آپ ہمیشہ نماز جمع فرماتے۔یہاں کسی ایک سفر یا خاص سفر کی بات نہیں ہو رہی ہے بلکہ سفر مطلق ہے کہ جب کبھی آپ سفر پر ہوتے نماز جمع کر کے پڑھتے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں جو حدیث کی دوسرے نمبر کی سب سے زیادہ معتبر اور مستند کتاب مانی جاتی ہے "باب جواز الجمع بين الصلوتين فى السفر" کے تحت سترہ (۱۷) احادیث درج کی ہیں۔چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

☆عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رسول الله صلى الله عليه وسلم اِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ والعشاء.

☆ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جلدی چلنا ہوتا تو آپ مغرب اور عشاء کو ملا کر پڑھتے۔

باقی صفحہ (16) پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

یہ محض اللہ کا احسان ہے کہ ہم فوج درفوج لوگوں کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونے کے نمونے دیکھتے ہیں۔ اس وقت اپنی بڑائی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنی چاہئے اوراستغفار کرنا چاہئے

"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ" کوایک وِرد کے طور پر پڑھنا چاہئے

قرآنی آیات، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے سبّوحیت کے مضمون کے مختلف پہلوؤں کا تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۹ر نومبر ۲۰۰۱ء بمطابق ۹ر نبوت ۱۳۸۰ ھجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

خداتعالیٰ کی صفت سبوحیت کے متعلق ایک مضمون جاری تھاجو درمیان میں تحریک جدید والا خطبہ تھااس میں رزاقیت کی صفت پہ مضمون شروع کردیا گیا تھاچونکہ رزاق کی نسبت تھی اس بات سے کہ جو خدا کی راہ میں رزق خرچ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں کمی نہیں آنے دیتا۔ تواب دوبارہ شروع سے سبوحیت کا وہ حصہ پیش کررہاہوں جو پچھلے سے پچھلے خطبہ میں بیان ہونے سے رہ گیا تھا۔

پہلی آیت سورۃ النمل کی نویں آیت ہے ﴿فَلَمَّا جَآءَ هَا نُوْدِيَ اَنْ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا. فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ پس جب وہ اس کے پاس آیا تو ندا دی گئی کہ برکت دیا گیا ہے جو اس آگ میں ہے اور وہ بھی جو اس کے ارد گرد ہے۔ اور پاک ہے اللہ تمام جہانوں کا ربّ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس میں بہت ہی عارفانہ نکات پیش فرمائے ہیں۔ یہ بعض علماء کا خیال ہے کہ آگ میں اللہ تعالیٰ تھا تو اللہ تعالیٰ تو آگ میں نہیں تھا کیونکہ فرمایا ہے ﴿بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ﴾ کہ جو آگ میں ہے وہ برکت دیا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو تو برکت نہیں دیتا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر یہ ہے: "جب موسیٰ آیا تو پکارا گیا کہ برکت دیا گیا ہے جو آگ میں ہے اور جو آگ کے گرد ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے تجسّم سے اور تحیّز سے اور وہ ربّ ہے تمام عالموں کا۔ اب دیکھئے! اس آیت میں صاف فرمادیا کہ جو آگ میں ہے اور جو اس کے گرد میں ہے، اُس کو برکت دی گئی اور خداتعالیٰ نے پکار کر اُس کو برکت دی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آگ میں وہ چیز تھی جس نے برکت پائی نہ کہ برکت دینے والا۔ وہ تو نُوْدِیْ کے لفظ میں آپ اشارہ فرمارہاہے کہ اُس نے آگ کے اندر اور گرد کو برکت دی۔ اِس سے ثابت ہوا کہ آگ میں خدا نہیں تھا اور نہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے بلکہ اللہ جلّشانہٗ اس وہم کا خود دوسری آیت میں ازالہ فرماتا ہے۔ ﴿وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ یعنی خداتعالیٰ اس حلول اور نزول سے پاک ہے وہ ہر ایک چیز کا ربّ ہے۔ (جنگ مقدّس. صفحہ ۲۰. ۲۳/مئی ۱۸۹۳ء)

اب سورۃ الزمر کی ۶۸ویں آیت ہے ﴿وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾۔ اور انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کا حق تھا اور قیامت کے دن زمین تمام تر اُسی کے قبضہ میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے اور بہت بلند ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

تو یہ آیت بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بیان اور سبوحیت کا بیان کرتی ہے۔ اس کے علاوہ داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے سے مراد کیا ہے؟ داہنے ہاتھ سے مراد طاقت کا ہاتھ ہے اور اس میں لپٹے ہوئے کا مطلب یہ ہے کہ زمین و آسمان سارے ہی اس میں لپیٹے جائیں گے۔ تو اب جو سائنس دانوں نے تحقیق کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ زمین و آسمان، بلیک ہول میں جانے سے پہلے ان کی صف لپیٹ دی جائے گی اور وہ کلیۃً گویا خداتعالیٰ کی قدرت کے ہاتھ میں دائیں طرف لپیٹے گئے ہیں۔ اس کی تفصیلات میں پہلے بیان کرچکا ہوں یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"﴿وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ﴾ دنیا کے فنا کرنے کے وقت خداتعالیٰ آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ سے لپیٹ لے گا۔ اب دیکھو کہ اگر شَقُّ السَّمٰوٰت سے درحقیقت پھاڑنا مراد لیا جائے تو ﴿مَطْوِيّٰتٌ﴾ کا لفظ اُس سے مغائر اور منافی ماننا پڑے گا کیونکہ اس میں پھاڑنے کا کہیں ذکر نہیں، صرف لپیٹنے کا ذکر ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام. صفحہ ۱۵۲. حاشیہ در حاشیہ)

سورۃ الزخرف آیات ۱۳ تا ۱۵: ﴿وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَ جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ. لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ. وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾۔ اور وہ جس نے ہر قسم کے جوڑے بنائے اور تمہارے لئے قسم قسم کی کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سواری کرتے ہو۔ تاکہ تم انکی پیٹھوں پر جم کر بیٹھ سکو۔ پھر جب تم ان پر اچھی طرح قرار پکڑ لو تو اپنے ربّ کی نعمت کا تذکرہ کرو اور کہو پاک ہے وہ جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کیا اور ہم اسے زیرنگیں کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اور یقیناً ہم اپنے ربّ کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

یہ جو دعا ہے یہ سفر سے پہلے ضرور کرنی چاہئے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ اس سے خداتعالیٰ کے فضل سے بہت فائدہ پہنچتا ہے اور بوسنیا ہمارے جو قافلے جایا کرتے تھے اُن کو میں یہی نصیحت کیا کرتا تھا کہ جانے سے پہلے یہ دعا کریں اور سفر کے دوران بھی اپنے لئے یہ دعا کرتے رہیں تو انہوں نے واپسی پر کئی معجزانہ واقعات بیان فرمائے کہ کس طرح بظاہر وہ جہاز ایک تباہ ہونے والا تھا مگر اس سے خداتعالیٰ نے ان کو بچالیا اور دوسرے جہاز میں سفر کی توفیق عطا فرمائی۔ غرضیکہ اسی قسم کے بہت سے واقعات وہ بیان کرتے رہے ہیں اور میرا اپنا ذاتی تجربہ یہی ہے کہ سفر سے پہلے یہ دعا ضرور کرنی چاہئے خواہ کار کا سفر ہو خواہ وہ جہاز کا سفر ہو۔

اس سلسلہ میں ایک حدیث ہے۔ حضرت علی بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میری موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک جانور لایا گیا۔ جب آپؓ نے اُس کی رکاب میں پاؤں رکھا تو تین بار ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ پڑھی۔ پھر جب پوری طرح سوار ہو تو ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ کہا۔ پھر یہ دعا پڑھی ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ. وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے لئے مسخر کردیا اور نہ ہم زیرنگین نہ کرسکتے تھے اور ہم یقیناً اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ پھر آپؓ نے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ اور تین بار ﴿اَللّٰهُ اَكْبَر﴾ پڑھا۔ اور (ساتھ ہی یہ دعا پڑھی کہ) پاک ہے تُو (ا...

یقیناً مَیں نے اپنے اوپر ظلم کیا، پس تُو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔ پھر آپؓ ہنسے۔ اس پر مَیں نے عرض کیا: اے امیر المومنین! آپؓ کس بات پر ہنسے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا: جیسے مَیں نے کیا ہے اُسی طرح مَیں نے آنحضرت ﷺ کو بھی کرتے ہوئے دیکھا ہے اور آپؐ بھی ہنسے تھے۔ آپؐ کے ہنسنے پر مَیں نے پوچھا تھا کہ اے اللہ کے رسول! آپؐ کس بات پر ہنسے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تھا کہ یقیناً تیرا ربّ اپنے بندے پر تعجب کرتا ہے، جب بندہ کہتا ہے کہ اے میرے ربّ میرے گناہ بخش دے کیونکہ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں"۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کی بخشش کے لئے اور توبہ کرتے ہوئے اس کے سامنے جھکنا بہت پسند آتا ہے۔ اس بات پر آنحضرت ﷺ بھی ہنسے اور مَیں بھی جب یہ پڑھتا ہوں تو ہمیشہ وہ یاد آجاتا ہے اور مَیں بھی ہنستا ہوں۔

ایک آیت ہے سورۃ الفتح کی دسویں آیت ﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا﴾ تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کیا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک شخص نے آکر یہ کہہ کر نماز شروع کی۔ اَللّٰهُ اَكْبَر كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ یعنی اللہ سب سے بڑا ہے اور سب تعریفیں اسی کے لئے ہیں اور اس کی ذات پاک ہے صبح بھی اور شام بھی۔ نماز کے بعد رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ: "یہ کلمے خدا کو ایسے پیارے لگے کہ آسمان کے دروازے ان کے لئے وا کر دئے گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مَیں ہمیشہ یہ کلمے نماز میں دہراتا ہوں"۔ (مسلم، ترمذی، نسائی)۔ بعض صحابہ ذرا اونچی آواز سے پڑھا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی آواز آجایا کرتی تھی اور جو پسند فرمایا کرتے تھے تو اس پر نماز کے بعد اپنی پسند کا اظہار بھی فرما دیتے تھے۔

ایک حدیث ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسراء کی رات مَیں ابراہیمؑ سے ملا تو آپؑ نے کہا: اے محمد! اپنی امّت کو میرا اسلام پہنچانا اور انہیں بتانا کہ جنت کی زمین بہت طیّب ہے اور اس کا پانی بہت شیریں ہے اور اس کے پودے"۔ اب یہ جو پانی اور زمین شیریں ہونا اور طیّب ہونا یہ سارے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اصطلاحات ہیں جن کے ظاہری معنی نہیں لئے جاسکتے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے رؤیا میں، اس کشفی حالت میں آنحضرت ﷺ سے بیان کیا کہ اس کا پانی بہت شیریں ہے اس کے پودے سُبْحَانَ اللّٰه وَالْحَمْدُلِلّٰه وَلَآاِلٰهَ اِلَّا هُو وَاللّٰه اَكْبَر ہیں۔ (ترمذی۔ کتاب الدعوات)۔ تو یہ سب ان کو پودے بیان فرمایا گیا ہے تو خدا تعالیٰ کی حمد و صفات کا بیان کرنا ہی جنت کے شیریں پھل ہونگے جس کا اس وقت ہمیں شعور نہیں ہے۔

ایک سورۃ الطور کی انچاسویں آیت ہے: ﴿وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ﴾۔ اور اپنے رب کی خاطر صبر کر یقیناً تُو ہماری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر جب تُو اُٹھتا ہے۔

صحیح بخاری کتاب الفتن میں یہ روایت ہے۔ ھند بنت الحارث روایت کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات رسول کریم ﷺ ڈر کر جاگ اٹھے۔ آپ کہہ رہے تھے: سُبْحَانَ اللّٰه، اللہ نے کیا ہی خزانے نازل فرمائے ہیں اور کیا ہی فتنے نازل فرمائے ہیں۔ کون ہے جو حُجرے والیوں کو بیدار کرے، آپؐ کی مراد آپؐ کی بیویاں تھیں تاکہ وہ اُٹھ کر نماز پڑھیں۔ کتنے ہی ایسے ہیں جو اس دنیا میں تو لباس پہنے ہوئے ہیں مگر آخرت میں ننگے ہوں گے"۔ (بخاری۔ کتاب الفتن)

ایک مسلم کتاب السلام سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ امّ المومنین حضرت صفیہؓ بنت حُیَیّ بن اَخطب بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ اعتکاف بیٹھے ہوئے تھے جبکہ ایک رات مَیں آپؐ سے ملنے کے لئے حاضر ہوئی۔ مَیں نے آپؐ سے کچھ باتیں کیں، پھر واپس آنے کے لئے اُٹھی تو آپؐ بھی میرے ساتھ ہو گئے تاکہ مجھے واپس چھوڑ آئیں۔ حضرت صفیہؓ کا گھر دار اُسامہ بن زید میں ہوا کرتا تھا جو مسجد سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ انصار میں سے دو آدمی ہمارے قریب سے گزرے۔ جب انہوں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا تو انہوں نے تیز تیز چلنا شروع کر دیا۔ اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ذرا ٹھہرو، یہ صفیہ بنت حیَیّ ہے۔ اُن دونوں نے عرض کیا: سبحان اللہ! یارسول اللہ۔ آپؐ نے فرمایا: شیطان انسان کی رگوں میں ایسے دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے۔ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں شیطان تمہارے دلوں میں کوئی شر نہ ڈال دے۔ (مسلم، کتاب السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"تسبیح کیا ہوتی ہے؟ سورۃ بقرہ کے ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کی زبان سے بتایا ہے ﴿نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾ (بقرہ: ۳۱) قرآن شریف میں جہاں تسبیح کا لفظ آیا ہے وہاں کچھ ایسے احسان اور انعام مخلوق پر ظاہر کئے ہیں جن سے حمد الٰہی ظاہر ہوتی ہے۔ اور ان احسانات اور انعامات پر غور کرنے کے بعد بے اختیار ہو کر انسان حمد الٰہی کرنے کے لئے اپنے دل میں جوش پاتا ہے۔ ہمارے پاک سید و مولیٰ رسول اللہ ﷺ کے لئے فرمایا ہے ﴿سُبْحَانَ الَّذِىْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى﴾ (بنی اسرائیل: ۲)۔ اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد ہوتا ہے ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ (الاعلیٰ: ۲) غرض جہاں جہاں ذکر آیا ہے خدا تعالیٰ کے محامد، بزرگیاں اور عجیب شان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ تو اس سورۃ کو جو ﴿يُسَبِّحُ لِلّٰهِ﴾ سے شروع فرمایا گیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محامد اور انعامات اور احسانات اور فضلِ عظیم کا تذکرہ یہاں بھی موجود ہے۔ ہر چیز جو زمین و آسمان میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ یہ ایک بدیہی اور صاف مسئلہ ہے۔ نادان دہریہ یا حقائق الاشیاء سے ناواقف سوفسطائی اس راز کو نہ سمجھ سکے تو یہ امر دیگر ہے مگر مشاہدہ بتا رہا ہے کہ کس طرح پر ذرّہ ذرّہ خدا تعالیٰ کی تقدیس اور تسبیح بیان کر رہا ہے۔ دیکھو ایک لَو جو زمین سے نکلتی ہے بلکہ مَیں اس کو وسیع کر کے یوں کہہ سکتا ہوں کہ وہ پتا جو بول و براز سے نکلتا ہے کیسا صاف اور شفاف ہوتا ہے"۔ "پتا جو بول و براز سے نکلتا ہے" سے مراد صرف یہ ہے کہ جو گندہ ہے جس کو ہم پنجابی میں رُوڑی کہتے ہیں تو اس میں بول و براز اور گندگی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ لیکن جب اس میں سے پتا پھوٹتا ہے کوئی تو نہایت شفاف ہوتا ہے، اس میں گندگی کا ایک ذرّہ بھی شامل نہیں ہوتا۔

"کیا کوئی وہم و گمان کر سکتا تھا کہ اس گندگی میں سے اس قسم کا لہلہاتا ہوا سبزہ جو آنکھوں کو طراوت دیتا ہے، نکل سکتا ہے۔ اس پتہ کی صفائی نزاکت اور لطافت خود اس امر کی زبردست دلیل اور شہادت ہے کہ وہ اپنے خالق کی تسبیح کرتا ہے۔ اس طرح پر ذرا اور بلند نظری سے کام لو اور دیکھو کہ

معاندِ احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&

MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎2370509

تبلیغِ دین و نشرِ ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP
Manufacturers & Exporters of All kinds of Fashion Leather Products & General order Suppliers & Importers.
Off: 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta - 700039
Ph. 3440150
Tle. Fax: 3440150
Pager No.: 9610 - 606266

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

انسان کے جس قدر عمدہ کام ہیں وہ روشنی میں کرتا ہے"۔ یعنی انسان تو روشنی میں عمدہ کام کرتا ہے یعنی اپنے گناہوں کو تو راتوں کے اندھیروں میں چھپالیتا ہے اور دن کی روشنی میں اپنی نیکیاں ظاہر کرتا ہے اور عمدہ کام کرتا ہے۔"مگر اللہ تعالیٰ کے جتنے عجائبات ہیں وہ سب پردہ میں ہوتے ہیں"۔ خدا تعالیٰ کو اس دکھانے کی کوئی ضرورت نہیں وہ اندھیروں میں اپنے عجائبات دکھاتا چلا جاتا ہے۔"اور پھر کیسے صاف، کیسے دل خوشکن اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایک انار کے دانہ کو دیکھو۔ کیسے انتظام اور خوبی کے ساتھ بنایا گیا ہے۔ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح نہیں کرتا؟ اسی طرح آسمان اور آسمان کے عجائبات اور اجرام کو دیکھو۔ نیچر کے عجائبات سے ناواقف تو عجائبات نیچر کی ناواقفیت کی وجہ سے یہ کہہ دیتا ہے کہ فلاں امر خلاف نیچر ہے۔ مگر میرا یقین یہ ہے کہ جس جس قدر سائنس اور دوسرے علوم ترقی کرتے جائیں گے اسی قدر اسلام کے عجائبات اور قرآن شریف کے حقائق اور معارف زیادہ روشن اور درخشاں ہوں گے اور خدا کی تسبیح ہوگی۔ غرض یہ سچی بات ہے کہ آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے۔ ہر ایک ذرّہ گواہی دیتا ہے کہ وہ خالق ہے اور اسی کی ربوبیت اور حیات اور قیومیت کے باعث ہر چیز کی حیات اور قائمی ہے۔ اسی کی حفاظت سے محفوظ ہے"۔

(حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۸۲۔۸۳)

اب سورۃ الحدید کی دوسری آیت ہے۔ ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾۔ اور جب میں دوسری آیت کہتا ہوں تو پہلی آیت ہمیشہ ہم بسم اللہ شمار کرتے ہیں اس لئے بظاہر وہ پہلی آیت نظر آتی ہے مگر حقیقت میں وہ دوسری آیت ہے۔ ﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾ اللہ ہی کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ کامل غلبہ والا اور صاحب حکمت ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جو چیز نئی دنیا میں آتی ہے کیسی پاکیزگی اپنے ساتھ لاتی ہے۔ جب یہ پتے گرے تھے کیسی خراب شکل تھی"۔ (جس درخت کے نیچے کھڑے ہو کر درس دے رہے تھے اس کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تھا)"جب نئے پتے نکلتے ہیں کیسے بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اروڑیوں پر کیسا گند ہوتا ہے مگر وہاں بھی جو پتہ نکلتا ہے کیسا صاف ہوتا ہے۔ بارش کا پانی برستا ہے کیسا صاف ہوتا ہے۔ ماں کے پیٹ سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے کیسا مصفّی اور بے عیب ہوتا ہے۔ نہ مشرک ہوتا ہے نہ بے ایمان ہوتا ہے۔ بھینسوں اور کتیوں کے چھوٹے بچوں میں جو خوبصورتی پائی جاتی ہے وہ بڑوں میں نہیں پائی جاتی۔ اگر یہ آنکھیں نہ ہوں، کیسی وقت ہو۔ کان سے کیسی باتیں سنتے ہیں۔ زبان سے کیسی پاک باتیں نکلتی ہیں۔ خدا کے یہاں سے سب چیزیں پاک آتی ہیں۔ سَبَّحَ لِلّٰهِ، ہر چیز اللہ کی پاکیزگی بیان کررہی ہے۔

(بدر ۱۵/مئی ۱۹۱۳ء صفحہ ۲۷)

اب سورۃ التغابن کی آیت نمبر ۲ ہے ﴿یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾۔ اللہ ہی کی تسبیح کررہا ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی سب حمد ہے اور وہ ہر چیز پر جسے وہ چاہے دائمی قدرت رکھتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"﴿یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ﴾ یعنی آسمان کے لوگ بھی پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا"۔ اب یہ بہت ہی گہرا معرفت کا نکتہ بیان فرمارہے ہیں۔"اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں"۔ ﴿یُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ﴾ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ آسمان میں دوسری جگہ بھی مخلوقات ہیں اور وہ سارے اجرام فلکی میں آباد بھی ہیں۔ وہ سب خدا کی ہدایتوں کے پابند ہیں۔

﴿قَالَ اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ ۔ قَالُوْا سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنَّا کُنَّا ظٰلِمِیْنَ﴾ ان میں سے بہترین شخص نے کہا کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا پاک ہے ہمارا رب یقیناً ہم ہی ظالم تھے۔

اب سورۃ الاعلیٰ جس کی جمعہ کی نماز میں پہلی رکعت میں تلاوت ہوتی ہے اس میں سے آیات ۲ تا ۶ ہیں: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلَی. الَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی. وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی. وَالَّذِیْٓ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی. فَجَعَلَهٗ غُثَآءً اَحْوٰی﴾۔ اپنے بزرگ و بالا رب کے نام کا ہر عیب سے پاک ہونا بیان کر۔ جس نے پیدا کیا پھر ٹھیک ٹھاک کیا۔ اور جس نے (عناصر کو) ترکیب دی پھر ہدایت دی۔ اور جس نے زندگی کی حفاظت کے لئے سبزہ نکالا۔ پھر اسے (ناقدروں کے لئے) سیاہ کوڑا کرکٹ بنادیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"سَبِّحِ۔ پاکی بیان کر۔ شرک وغیرہ کے عیوب سے اس کی تنزیہہ کر۔ آیہ شریفہ میں اللہ تعالیٰ کی تین صفات کا ذکر ہے۔ سبوحیت، ربوبیت اور علو شان۔ اس کے ماتحت پیغمبر ﷺ کے لئے تین پیشگوئیاں تھیں جو بڑی صفائی سے پوری ہوئیں۔ آپ جنون، افتراء وغیرہ عیوب سے پاک تسلیم کئے گئے۔ آپ کی ربوبیت مکی زندگی کی ادنیٰ حالت سے یَوْمًا فَیَوْمًا بڑھتی گئی اور اعلیٰ ترین مقام پر یہاں تک پہنچائی گئی کہ ﴿وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا﴾ کہ آپ نے اپنی آنکھوں سے فوج در فوج لوگوں کو اسلام میں داخل ہوتے دیکھا"۔ (حقائق الفرقان جلد ۴ صفحہ ۳۶۵)

اب اسی سورۃ کی طرف اشارہ ہے اس کی آیات ۲ تا ۴ ہیں۔ ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ. وَرَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا. فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ کَانَ تَوَّابًا﴾۔ جب اللہ کی مدد اور فتح آئے گی۔ اور تُو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔ پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ (اس کی) تسبیح کر اور اُس سے مغفرت مانگ۔ یقیناً وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔

پس الحمدللہ کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے قدموں کی خیرات ہم بھی یہ مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ فوج در فوج لوگ پچھلے سال بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوئے تھے اور امسال بھی خدا کے فضل سے یہی توقع رکھتے ہیں کہ کثرت کے ساتھ لوگ داخل ہونگے۔ اس وقت اپنی بڑائی نہیں، اللہ کی بڑائی کرنی چاہئے اور استغفار کرنا چاہئے۔ استغفار دو معنوں میں کرنا چاہئے ایک تو یہ کہ وہ لوگ جو نئے اسلام میں داخل ہونگے وہ اپنے ساتھ بہت سی برائیاں اور بدیاں بھی لے کے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان کے شر سے محفوظ رکھے اور دوسرا اس معنے میں کہ آپ کی بدیاں، بیماریاں دیکھ کر وہ لوگ جو اسلام میں جوش کے ساتھ، شوق کے ساتھ داخل ہوئے ہونگے وہ بدنمونہ پکڑ کے کہیں مرتد یا بے ایمان نہ ہو جائیں۔ یا حیران نہ ہوں کہ یہ کس قسم کے مسلمان کہلانے والے لوگ ہیں یعنی جن کے نمونہ سے ہمیں نقصان پہنچ رہا ہے۔ پس دو طرح سے استغفار بہت ضروری ہے اور یہی سمجھنا چاہئے۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم فوج در فوج لوگوں کے داخل ہونے کے نمونے دیکھتے ہیں، اپنی بڑائی نہیں بلکہ اللہ کی بڑائی کرنی چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس ضمن میں فرماتے ہیں:

"فَسَبِّحْ، پس تسبیح کر، پس پاکی بیان کر۔ اَلتَّسْبِیْحُ هُوَ التَّطْهِیْرُ۔ تسبیح پاکیزگی اور طہارت کو کہتے ہیں۔ بعض کا خیال ہے کہ اس سے مراد خانہ کعبہ کی تطہیر ہے کیونکہ کفار نے اس میں بُت رکھے ہوئے تھے اور فتح مکہ کا یہ نتیجہ تھا کہ تمام بُت وہاں سے نکال دئے گئے۔ اور اس کے گھر کو خدا تعالیٰ کی اس عبادت کے واسطے خاص کیا گیا جس کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس کی بنا کی تھی۔ خدا تعالیٰ کے برگزیدے جب اپنے رب کے حضور میں کوئی اخلاص کا کام کرتے ہیں تو خدا تعالیٰ اس کو ہرگز ضائع نہیں کرتا بلکہ ابراہیم علیہ السلام والبرکات نے جنگل بیابان کے درمیان جہاں جہاں آدمی چھوڑ چرند پرند بھی نہ ملتا تھا جب خدا کے حکم کے مطابق اپنی بیوی اور بچہ کو چھوڑا اور بعد میں خدا تعالیٰ کی عبادت کے واسطے اس جگہ گھر بنایا تو خدا تعالیٰ نے اس جگہ ایک شہر آباد کردیا اور بالآخر جب کفار نے اس گھر میں بتوں کا ٹھکانہ بنایا تو محمدؐ جیسے پاک دل کو اس گھر کے مطہر

جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۲ء میں

شرکت کے خواہشمند احباب سے گذارش

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۶ ویں جلسہ سالانہ کیلئے جولائی ۲۶۔۲۷۔۲۸۔۲۰۰۲ء کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ افسر جلسہ سالانہ ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب اور افسر جلسہ گاہ مکرم عطاء المجیب راشد صاحب اور افسر خدمت خلق مکرم ابراہیم احمد نون صاحب ہونگے۔

جو احباب اس جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کے خواہشمند ہیں۔ وہ برائے مہربانی اپنے جملہ کوائف امیر جماعت یا صدر جماعت کی سفارش کے ساتھ صوبائی امیر کے توسط سے نظارت امور عامہ میں بھجوادیں۔ تا ان احباب کو اسپانسر شپ دیئے جانے کے تعلق سے بروقت کارروائی کی جاسکے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

دل میں شرک رکھتے ہوئے خانہ کعبہ جاتے ہونگے۔ وہ سوائے اللہ کے کسی کو علم نہیں ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہ نے بھی یہی استنباط فرمایا ہے کہ ظاہری طور پر مشرکوں کو روکا نہیں گیا کہ وہ خانہ کعبہ کا طواف کریں بلکہ صرف ان کو مشرکانہ عادات اور اخلاق کے ساتھ خانہ کعبہ کے طواف سے روکا گیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ یہ جو سورۃ ہے کہ خداتعالیٰ کی طرف سے نصرت و تائید ملے گی یہ زمانہ وفات میں نازل ہوئی تھی یعنی رسول کریم ﷺ کی وفات کا زمانہ قریب تھا مگر "اس میں اللہ تعالیٰ زور دے کر اپنی نصرت اور تائید اور تکمیل مقاصدِ دین کی خبر دیتا ہے کہ اَب تُو اے نبی خدا کی تسبیح کر اور تحمید کر اور خدا سے مغفرت چاہ۔ وہ توّاب ہے۔ اِس موقع پر مغفرت کا ذکر کرنا، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اَب کام تبلیغ کا ختم ہو گیا۔ خدا سے دعا کر کہ اگر خدمت تبلیغ کے دقائق میں کوئی فروگذاشت ہوئی ہو تو خدا اُس کو بخش دے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ۔ حصہ پنجم۔ صفحہ ۱۰۷۔۱۰۸)

اب کام تبلیغ کا تو اب بھی جاری ہے اور رسول کریم ﷺ کے غلاموں کا یہ فرض ہے کہ وہ تبلیغ کا کام کریں۔ مگر تبلیغ کا کام کر دینے کے بعد پھر دعا کا مقام باقی رہ جاتا ہے۔ پس یہ خیال کر لینا کہ ہم اپنے تبلیغ کے زور سے لوگوں کو تبدیل کر دیں گے بالکل غلط ہے۔ جو تبلیغ کرنے والا دعا سے غافل ہو جاتا ہے اس کی تبلیغ میں کوڑی کا بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ پس تبلیغ کرنے والے یہ نکتہ یاد رکھیں کہ جس کو تبلیغ کریں اس کے لئے گہرے دل سے، دل کی گہرائی سے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ خود اس کو ہدایت دے۔

اب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات مَیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

"سُبْحَانَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ زَادَ مَجْدَکَ. یَنْقَطِعُ اٰبَآءُ کَ وَیُبْدَءُ مِنْکَ"۔ سب پاکیاں خدا کے لئے ہیں جو نہایت برکت والا اور عالی ذات ہے۔ اس نے تیرے مجد کو زیادہ کیا، تیرے آباء کا نام اور ذکر منقطع ہو جائے گا یعنی بطور مستقل ان کا نام بھی نہیں رہے گا اور خدا تجھ سے ابتداء شرف اور مجد کا کرے گا۔(تذکرہ صفحہ ٦٧)

اب یہ الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس وقت ہوا جبکہ آپ کے خاندان کے افراد ستر (٧٠) کی تعداد میں تھے اور یہ خیال بھی نہیں کیا جاسکتا تھا کہ یہ سارے لاولد مر جائیں گے یا ان کی اولاد در اولاد بھی لاولد مرتی چلی جائے گی۔ سوائے اس کے کہ جس نے آپ کو سچا ماننا ہو وہ بچ جائے گا۔ یہ استثناء صرف ان لوگوں کے حق میں تھا جس نے مسیح موعودؑ کو ماننا تھا۔ پس دو جگہ یہ استثناء پورا ہوا۔ اور اب دیکھ لو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کو ساری دنیا میں اللہ تعالیٰ نے پھیلا دیا ہے اور وہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکرین تھے، آپ کے خاندان کے لوگ، ان کا نام و نشان تک مٹ گیا ہے۔ کوئی ان کا ذکر بھی نہیں کرتا کہ وہ کون تھے، کس جگہ جا مرے، کہاں دفن ہوئے، کسی کو کوئی خبر نہیں ان کی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام آپ کی سچائی کی عظیم دلیل ہے۔

"اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ. وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَتْرُکَکَ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ. سُبْحَانَ اللّٰہِ اَنْتَ وَقَارُہٗ. فَکَیْفَ یَتْرُکُکَ. اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ فَاخْتَرْنِیْ. قُلْ رَّبِّ اِنِّیْ اخْتَرْتُکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ۔ مَیں اُس کو ذلیل کروں گا جو تیری ذلّت چاہتا ہے اور مَیں اُس کو مدد دوں گا جو تیری مدد کرتا ہے۔ اور خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق نہ کر لے۔ خدا ہر ایک عیب سے پاک ہے اور تُو اُس کا وقار ہے۔ پس وہ تجھے کیونکر چھوڑ دے۔ مَیں ہی خدا ہوں۔ تُو سراسر میرے لئے ہو جا۔ تُو کہہ اے میرے ربّ! مَیں نے تجھے ہر چیز پر اختیار کیا۔" (تذکرہ صفحہ ۳۹۰۔۳۹۱)

پھر ۱۹۰۳ء کا الہام ہے۔ "وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ. سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ وَیَقُوْلُوْنَ لَسْتَ مُرْسَلًا. قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ. اَنْتَ وَجِیْہٌ فِیْ حَضْرَتِیْ. اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے، وہ عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس طرف پھیرے جائیں گے۔ خدا اُن تہمتوں سے پاک اور برتر ہے جو اُس پر لگا رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ تُو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہیں۔ اُن کو کہہ دے کہ خدا کی میرے پاس گواہی موجود ہے۔ پس کیا تم ایمان لاتے ہو۔ تُو میری درگاہ میں وجیہہ ہے اور مَیں نے اپنے لئے تجھے چُن لیا ہے"۔

(تذکرہ۔ صفحہ ۴۸۸ اور ۴۰۱)

"سَبَّحَکَ اللّٰہُ وَوَافَاکَ خدا ترا از عیوب منزّہ کرد وبا تو موافقت کرد"۔ کہ اللہ تجھے عیوب سے منزہ کر دے گا اور خدا نے تجھے عیوب سے منزہ کر دیا ہے اور تیرے ساتھ موافقت کرتا ہے۔ خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی۔(تذکرہ صفحہ ۴۹۴)

پھر الہام ہے یُسَبِّحُ لَہٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَاالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔ آسمانوں اور زمین کی سب مخلوق اس کی تسبیح کرتی ہے۔ کون ہے جو اس کے اذن کے بغیر اس کے حضور شفاعت کرے۔(تذکرہ صفحہ ۴۹۵)

"سَبَّحَکَ اللّٰہُ وَافَاکَ وَ عَلَّمَکَ مَالَمْ تَعْلَمْ". خدا نے ہر ایک عیب سے تجھے پاک کیا اور تجھ سے موافقت کی اور وہ معارف تجھے سکھلائے جن کا تجھے علم نہ تھا۔" (تذکرہ۔ صفحہ 651)۔ یہ ۱۹۰٦ء کا الہام ہے۔

پھر ۱۹۰٦ء ہی کا ایک اور الہام ہے "سُبْحَانَ اللّٰہِ تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ زَادَ مَجْدَکَ. یَنْقَطِعُ اٰبَآءُ کَ وَیُبْدَءُ مِنْکَ. وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَتْرُکَکَ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ." کہ خدائے پاک بڑا برکتوں والا اور بڑا بزرگ ہے۔ وہ تیری بزرگی کو زیادہ کرے گا۔ تیرے باپ دادوں کا ذکر منقطع ہو جائے گا اور تیرے بعد سلسلہ خاندان کا تجھ سے شروع ہوگا۔ اور خدا ایسا نہیں کہ تجھ کو چھوڑ دے جب تک کہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلادے"۔(تذکرہ صفحہ ٦٣٢۔٦٣٣)

پھر ۱۹۰۸ء کا یہ الہام ہے۔ اس سلسلہ میں آخری الہام ہے ۱۹۰۸ء کا اس کے بعد آپ کا وصال ہو جاتا ہے، مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ بہت پڑھنا چاہئے"۔ یہ کثرت کے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ پڑھنا چاہئے اور یہ ہر احمدی کو اپنے اوپر فرض کر لینا چاہئے کہ ہر تہجد کی نماز میں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ پڑھنا چاہئے۔ پاک ہے اللہ وَبِحَمْدِہٖ صرف پاک ہی نہیں بلکہ اپنی حمد بھی ساتھ رکھتا ہے اس لئے عظمت وہی ہے کہ پاک بھی ہو اور اس کے ساتھ حمد سے بھی لبریز ہو۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کے ساتھ یہ الہامی دعا بھی سکھائی گئی تھی کہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کہ اے اللہ تو پاک ہے اور اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے۔ تو عظمت والا ہے۔ پس رکوع میں جب ہم کہتے ہیں کہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ تو اس کی تشریح ہو گئی ہے کہ عظمت کہتے کس کو ہیں اور پھر ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اور دوسری دفعہ وَّاٰلِ نہیں بلکہ وَّاٰلِ مُحَمَّد، رسول اللہ ﷺ کو اور آل کو ایک ہی جگہ بیان فرما دیا ہے۔ پس یہ دعا جن کو یاد ہو یا یاد ہو سکے وہ اس کو بھی باقاعدہ تہجد میں اپنے لئے ایک ورد کے طور پر پڑھا کریں۔

❋❋❋❋ ۞۞۞ ❋❋❋

گمشدہ رسید بک

جملہ احباب جماعت احمدیہ بھارت کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم محمد احمد صاحب معلم دیودرگ سرکل (کرناٹک) کے نام ایشو کردہ رسید بک چندہ جماعت احمدیہ ۱۰۴۷۹ دوران سفر موصوف سے کہیں گم ہو گئی ہے۔ اس لئے اسے کالعدم قرار دیا جاتا ہے۔ احباب اس رسید بک پر کسی بھی نوع کا کوئی جماعتی چندہ ادا نہ کریں۔ اگر کسی دوست کو یہ گمشدہ رسید بک یا اس سے متعلق کوئی اطلاع ملے تو وہ فوری طور پر نظارت ہذا کو آگاہ کریں۔ جزاکم اللہ۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

اعلان نکاح

مورخہ ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۱ کو مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے از راہ شفقت خاکسار کی دوسری بیٹی عزیزہ امۃ النور شبانہ کا نکاح عزیزم مکرم مرزا رفیع الدین مظفر صاحب مقیم برلیس بین آسٹریلیا ابن مکرم و محترم مرزا مجید احمد صاحب ناصر آباد ربوہ کے ساتھ مبلغ دو لاکھ روپے حق مہر پر بعد نماز مغرب مسجد مبارک قادیان میں پڑھا لڑکے کی طرف سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اُن کے وکیل کی حیثیت سے منظوری کا اعلان فرمایا اور موقعہ کی مناسبت سے خطبہ نکاح ارشاد فرما کر دُعا کروائی۔ عزیزہ امۃ النور شبانہ مکرم و محترم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش مرحوم کی پوتی اور مکرم و محترم چوہدری بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں درویش قادیان کی نواسی ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو محض اپنے فضل سے دونوں خاندانوں کیلئے باعث برکت فرمائے آمین۔

(جاوید اقبال اختر چیمہ سیکرٹری مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

(امانت داری عزت ہے)

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

AutoTraders

16 مینگو لین کلکتہ 70001

دکان 248-5222,248-1652,243-0794

رہائش 237-8468 ,237-0471

بقیہ:درس القرآن ازصفحہ نمبر ۱

ہوا"عجلا جسدا له خوار .له نصب وعذاب"۔ یعنی یہ ایک بے جان گوسالہ ہے جس میں مارے جانے کے وقت گوسالہ کی طرح ایک آواز نکلے گی اور اس میں جان نہیں اور اس کے لئے نصب اور عذاب ہے۔

لسان العرب میں جو لغت عرب میں ایک پرانی اور معتبر کتاب ہے لفظ نصب کے معنے علاوہ اور کئی معنوں کے ایک یہ بھی لکھے ہیں کہ جب کہا جائے نصب فُلانٌ لِفُلانٍ تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ کسی شخص نے اس شخص پر جان لینے کے لئے حملہ کیا اور دشمنی کی راہ سے اس کے فنا کرنے کے لئے پوری پوری کوشش کی۔

چنانچہ لسان العرب کے اس مقام میں اپنے لفظ یہ ہیں نَصَبَ فُلَانٌ لِفُلَانٍ نَصْبًا اِذَا قَصَدَ لَهٗ وَعَادَاهُ وَتَجَرَّدَ لَهٗ۔ جس کے یہی معنے ہیں جو اوپر کئے گئے ہیں۔(دیکھو لسان العرب لفظ نصب صفحہ ۲۵۸ سطر ۲)۔

اور خوار کا لفظ لغت عرب میں گوسالہ کی آواز کے لئے آتا ہے۔ لیکن جب انسان پر اس لفظ کو استعمال کرتے ہیں تو اس موقع پر کرتے ہیں جب کہ کوئی مقتول قتل ہونے کے وقت گوسالہ کی طرح آواز کو نکالتا ہے جیسا کہ اسی لسان العرب میں خوار کے لفظ کے بیان میں صفحہ ۳۴۵ میں ان معنوں کی تصدیق کے لئے ایک حدیث لکھی ہے اور وہ یہ ہے وفی حدیث مقتل ابی ابن خلف فَخَرَّ يَخُورُ كَمَا يَخُورُ الثَّوْرُ یعنی جب ابی بن خلف قتل کیا گیا تو یوں آواز نکالتا تھا جیسے کہ بیل آواز نکالتا ہے"۔ اور کبھی خوار کا لفظ عرب کی زبان میں اس ہتھیار کی آواز پر بولا جاتا ہے جو چلایا جاتا ہے۔ چنانچہ لسان العرب کے اسی صفحہ ۳۴۵ میں ایک نامی شاعر عرب کا اس محاورہ کے حوالہ میں ایک شعر لکھا ہے اور وہ یہ ہے:

يَخُرْنَ اِذَا اُنْفِزْنَ فِي سَاقِطِ النَّدٰى ۔ وَاِنْ كَانَ يَوْمًا ذَا اَهَاضِيْبَ مُخْضِلَا

یعنی ان تیروں میں سے جو چلائے جاتے ہیں اور پھر نکالے جاتے ہیں گوسالہ کی آواز کی طرح ایک آواز آتی ہے۔ اگرچہ ایسا دن ہو جس میں متواتر بارش ہوئی ہو اور ہر ایک چیز کو تر کر دیا ہو...... غرض اس نہایت معتبر کتاب سے جو لسان العرب ہے ثابت ہوتا ہے کہ خور اور خُوار کے لفظ کو انسان پر اس حالت میں بھی بولتے ہیں کہ جب وہ قتل ہونے کے وقت فریاد کرتا ہے اور قتل کے وقت جو ہتھیار کی آواز ہوتی ہے اس کا نام بھی خُوار ہے"۔(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۳۸۱،۳۷۹)

اسی طرح فرمایا:"خروج باب ۳۲ سے ثابت ہوتا ہے کہ گوسالہ سامری کے نیست و نابود کرنے کا ارادہ یہود کی عید کے دن کیا گیا تھا مگر آگ میں جلانا اور باریک پیسنا اور غبار کی مانند بنانا جیسا کہ ۲۰۔۳۲ خروج میں لکھا ہے یہ فرصت طلب کام تھا اس بڑے کام نے ضرورات کا کچھ حصہ لیا ہوگا کیونکہ حضرت موسیٰ اس وقت اترے تھے جب گوسالہ پرستی کا میلہ خوب گرم ہو گیا تھا۔ اور یہ وقت غالباً دوپہر کے بعد میں ہوگا اور پھر کچھ عرصہ ناراضگی اور غضب میں گزرا۔ لہذا یہ قطعی امر ہے کہ سونے کا جلانا اور خاک کی طرح کرنا کچھ حصہ رات تک جو دوسرے دن میں محسوب ہوتے ہی ختم ہوا ہوگا"۔

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۸ حاشیہ)

آیت نمبر ۱۵۰: کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ﴿سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ﴾ سے مراد النَّدَمُ یعنی شرمندہ ہونا ہے۔(مفردات امام راغب)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"﴿سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ﴾: اس کے معنے ہیں "ندامت ہوئی"۔(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۲)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ سارے واقعہ کے بعد ان کو شرمندگی ضرور ہوئی ہے تبھی اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا۔ سامری کے متعلق ایک سزا بیان ہوئی ہے جس میں وہ کہتا ہے ﴿لَا مِسَاسَ﴾ کہ مجھے چھوؤ نہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بیان یورپ میں بھی اسی طرح دکھائی دیتا رہا کہ کوڑھیوں کو حکم تھا کہ اپنے گلے میں گھنٹی لگالیں تاکہ اس کی آواز سن کر لوگ ان سے بچ سکیں۔ سامری کو کوڑھ ہو گیا تھا۔ وہی رسم جو سامری نے ڈالی تھی یورپ میں بہت دیر تک رائج رہی ہے۔

آیت ۱۵۱: کی تلاوت و ترجمہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اہم الفاظ کی حل لغات پیش فرمائی۔

﴿يَجُرُّهٗ﴾ کی تشریح میں بتایا کہ جَرَّهٗ اس نے اسے کھینچا۔ جَرًّا لِنَّاقَةِ: اس نے اونٹنی کو ہانکا۔ ﴿تُشْمِتْ﴾ الشَّمَاتَةُ: اَلْفَرَحُ بِبَلِيَّةِ مَنْ تُعَادِيْهِ وَيُعَادِيْكَ۔ الشَّمَاتَةُ کے معنی دشمن کی مصیبت پر خوش ہونے کے ہیں۔ اَلتَّشْمِيْتُ: اَلدُّعَاءُ لِلْعَاطِسِ۔ چھینک مارنے والے کے لئے دعا کرنا تاکہ اس سے شماتت کا ازالہ ہو جائے۔ (مفردات امام راغب)

علامہ زمخشری لکھتے ہیں کہ:"حضرت موسیٰ نے خدا کی خاطر ناراض ہوتے ہوئے اور اپنی دینی غیرت کی وجہ سے بچھڑے کی عبادت کی خبر سن کر فرط غم اور حیرت کی وجہ سے تختیاں پھینک دیں۔ حضرت موسیٰ فطری طور پر تیز مزاج اور شدید غصے والے تھے۔ حضرت ہارون، حضرت موسیٰ کی نسبت نرم مزاج تھے اسی لئے بنی اسرائیل کو موسیٰ کی نسبت زیادہ محبوب تھے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بات ان کی اپنی طرف سے ہے۔ حضرت ہارون بنی اسرائیل کو موسیٰ کی نسبت ہرگز محبوب نہ تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ وہ حضرت ہارون سے ڈرتے نہیں تھے۔

پھر لکھا ہے:"روایت میں ہے کہ تورات کے سات حصے تھے۔ جب حضرت موسیٰ نے تختیاں پھینکیں تو وہ ٹوٹ گئیں اس پر ۶/ تورات اٹھالی گئی اور ایک حصہ باقی رہ گیا۔ جو اٹھائی گئیں ان میں ہر چیز کی تفصیل تھی اور جو ایک جز باقی رہ گیا اس میں ہدایت اور رحمت تھی"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ بھی مفسرین کے ڈھکوسلے ہیں۔ قرآن و حدیث میں ان کا کوئی ذکر نہیں۔

﴿ابن ام﴾ کے تحت علامہ زمخشری لکھتے ہیں:

"کہا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارونؑ کے سگے بھائی تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنی ماں کا بیٹا اس لئے کہا کہ یہ ماں کی طرف سے سگے بھائی تھے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ "میری ماں کے بیٹے" کہنے سے یہ مراد نہیں کہ وہ کسی اور باپ کے بیٹے تھے بلکہ انسان اپنے رحم کو ابھارنے کے لئے یہ کہتا ہے کہ اے میری ماں کے بیٹے مجھ سے بدسلوکی نہ کر۔

امام رازیؒ کہتے ہیں:"پس اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ہارون نے "اے میری ماں کے بیٹے! مجھے قوم نے کمزور سمجھا"، کیوں فرمایا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کو خوف تھا کہ بنی اسرائیل کے جاہل لوگوں کو گمان ہوگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام پر ناراض ہیں جس طرح کہ وہ بچھڑے کو پوجنے والوں پر ناراض ہیں۔ انہوں نے کہا اے میرے بھائی! یقیناً قوم نے مجھے کمزور جانا اور بچھڑے کی عبادت ترک کرنے کی بابت میرے حکم کی اطاعت نہ کی۔ حالانکہ میں نے ان کو منع کیا تھا اور میرے ساتھ کوئی بھی نہیں ملا جس کے ذریعہ سے میں ان کو اس عمل سے باز رکھنے کی کوشش کرتا۔ پس تو ایسا فعل میرے ساتھ روا نہ رکھ جو دشمنوں کی خوشی کا باعث بنے۔ پس وہ تمہارے بھی دشمن ہیں۔ پس یقیناً قوم اس فعل کو جو تو میرے ساتھ روا رکھ رہا ہے عزت و اکرام کی بجائے تذلیل و اہانت پر محمول کرے گی"۔

(تفسیر کبیر رازی)

آیت ۱۵۲: کی تلاوت و ترجمہ کے بعد اس کی تشریح کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کا غصہ جب ٹھنڈا ہوا تو انہیں خیال آیا کہ میں نے اپنے بھائی پر زیادتی کی ہے اس کا کوئی قصور نہیں۔ حضرت موسیٰ کا رعب بہت زیادہ تھا۔ حضرت ہارونؑ کے نرم دل ہونے کی وجہ سے قوم ان پر دلیر ہو جایا کرتی تھی جس طرح کمزور پر انسان دلیر ہو جایا کرتا ہے۔ یہ وجہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ کا ہارون پر غصہ جاتا رہا تو اپنے بھائی کے لئے اور اپنے لئے بھی خدا سے معافی طلب کی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ﴾: انبیاء قدم قدم پر دعا کرتے ہیں۔ اس زمانہ کے لوگوں کی طرح غافل نہیں ہوتے"۔(حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

آیت ۱۵۳: ﴿ان الذين اتخذوا العجل ...... الخ﴾ کی تفسیر میں علامہ ابو عبداللہ قرطبی لکھتے ہیں:"موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔ پس اس میں سے خون بہا اور وہ بچھڑا ٹھنڈا ہو گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کو خون سمیت سمندر میں پھینک دیا اور قوم کو اس کا پانی پینے کا حکم دیا۔ جس جس شخص نے بچھڑے کی پوجا کی تھی اور اس نے سمندر کے پانی کو پیا تھا وہ اس کے منہ کے ارد گرد ظاہر ہو گیا۔ اس طرح بچھڑے کے پرستاروں کو پہچان لیا گیا"۔(تفسیر القرطبی)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ علامہ قرطبی ۱۲۷۳ء کے ہیں لیکن دیکھیں کتنی عجیب و غریب باتیں کرتے ہیں۔ بالکل بے تکی اور بے تعلق باتیں ہیں۔ یہ علماء کا حال ہے جو تیرہویں صدی عیسوی کے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے وہ فراست اور نور عطا کیا تھا کہ اس کے مقابل پر یہ لوگ بہت ہی قدیم ترین لوگ معلوم ہوتے ہیں۔ تفسیر صافی میں ہے کہ:"کافی میں امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ تو کوئی بدعت کرنے والا نہیں دیکھے گا مگر وہ ذلیل ہوگا۔ اسی طرح اللہ، رسول اور اہل بیت کے بارہ میں افترا کرنے والا نہیں دیکھے گا مگر وہ بھی ذلیل ہوگا"۔(تفسیر صافی)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:"اس رکوع میں دو باتیں ہیں کہ انسان ذلیل کس طرح ہوتا ہے اور مظفر و منصور کس طرح۔ کوئی انسان فطرۃً ذلت کو نہیں چاہتا اور عزت کو بہر حال چاہتا ہے۔ ذلت کے وجوہ بیان کئے ہیں۔ فرمایا: ﴿ان الذين اتخذوا العجل﴾۔ ذلت کی جڑ شرک و افتراء ہے اور اس سے بچنے کا اصل رجوع الی اللہ بذریعہ ایمان و استغفار ہے"۔(بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:"جنہوں نے گوسالہ پرستی کی ان پر غضب کا عذاب پڑے گا اور دنیا کی زندگی میں ان کو ذلت پہنچے گی اور اسی طرح ہم دوسرے مفتریوں کو سزا دیں گے اور یہ ایک لطیف اشارہ ان گوسالہ پرستوں کی طرف بھی ہے جو اس دوسرے گوسالہ یعنی لیکھرام کی پرستش کرنے میں ظلم اور

خونریزی کے ارادوں تک پہنچ گئے۔ خداتعالیٰ کے علم سے کوئی شے باہر نہیں۔ وہ خوب جانتا تھا کہ ہندو بھی لیکھرام کی پرستش کر کے اس کو گوسالہ بنائیں گے اس لئے اس نے کذلک کے لفظ سے لیکھرام کے قصہ کی طرف اشارہ کر دیا۔ توریت خروج باب ۳۲ تا ۳۵ سے ثابت ہے کہ خداتعالیٰ نے بنی اسرائیل پر گوسالہ پرستی کے سبب سے موت بھیجی تھی یعنی ایک وبا ان میں پڑ گئی تھی جس سے وہ مر گئے تھے اور اس عذاب کی خبر کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جو لوگ ایمان لائیں گے میں ان کو نجات دوں گا۔ جیسا کہ فرماتا ہے ﴿وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّئٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ (الاعراف: ۱۵۴)۔ یعنی جنہوں نے گوسالہ پرستی کی دھن میں برے کام کئے پھر بعد اس کے توبہ کی اور ایمان لائے تو خداتعالیٰ ایمان کے بعد ان کے گناہ بخش دے گا اور ان پر رحم کرے گا کیونکہ وہ غفور اور رحیم ہے"۔

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۷۰)

آیت ۱۵۴: ﴿وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّئٰتِ .... الخ﴾ کے تحت علامہ فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں:

"ارشاد خداوندی ﴿وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّئٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِهَا وَ اٰمَنُوْا﴾ اس امر کا فائدہ دیتا ہے کہ برائیوں کے عمل سے توبہ کرنا اولین شرط ہے۔ اس طرح کہ ان کو پہلے ترک کر دیا جائے اور پھر ان کی طرف نہ لوٹے۔ پھر اس کے بعد حقیقی طور پر ایمان لائے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ یہ تصدیق کرنا کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یقیناً تیرا رب اس کے بعد بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ تمام برائیاں اس لحاظ سے مشترک ہیں کہ ان سے توبہ بخشش کا موجب بنتی ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ﴿وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّئٰتِ﴾ ہر قسم کی بدی پر حاوی ہے اور اصل مفہوم یوں ہے کہ جو کوئی سب برائیوں کا مرتکب ہوگا پھر وہ توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی سب برائیاں بخش دے گا اور یہ امر سب سے بڑا ہے جو گنہگاروں کے لئے بشارت اور مسرت کا باعث ہے۔ واللہ اعلم"۔

(تفسیر کبیر رازی)

آیت ۱۵۵ کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ نے لفظ ﴿نُسْخَة﴾ کی لغوی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ

مفردات امام راغب میں ہے نَسَخَ الْكِتَابَ نَقْلَ صُوْرَتِهِ الْمُجَرَّدَةَ اِلٰى كِتَابٍ آخَرَ وَذٰلِكَ لَا يَقْتَضِيْ اِزَالَةَ الصُّوْرَةِ الْاُوْلٰى بَلْ يَقْتَضِيْ اِثْبَاتَ مِثْلِهَا فِيْ مَادَّةٍ اُخْرٰى كَاتِّخَاذِ نَقْشِ الْخَاتَمِ فِيْ شُمُوْعٍ كَثِيْرَةٍ۔ نَسَخَ الْكِتَابَ سے مراد صرف کتاب کی تحریر کو کسی دوسری کتاب میں لکھنا ہے اور اس سے مقصود پہلی صورت کو زائل کرنا نہیں ہوتا بلکہ کسی اور مادے سے اسی جیسی بنانا مقصود ہوتا ہے۔ اور یہ ایسے ہی ہے جیسے ایک مہر کے نقوش متعدد مقامات پر لگا دئے جائیں۔ (مفردات امام راغب)

اسی طرح ﴿نُسْخَة﴾ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ نُسْخَةٌ سے مراد ہے اصل کتاب جس سے اس کی نقل تیار کی جائے۔ اسی سے محاورہ ہے "هٰذِهٖ نُسْخَةٌ عَتِيْقَةٌ" یہ قدیم نسخہ ہے۔ وَالنُّسْخَةُ: الْكِتَابُ الْمَنْقُوْلُ لِاَنَّهٗ قَامَ مَقَامَهٗ ج نُسَخٌ۔ اور ﴿نُسْخَة﴾ نقل شدہ کتاب کو بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ پہلی کتاب کی قائم مقام ہو جاتی ہے۔ اس کی جمع نُسَخٌ آتی ہے۔ (اقرب الموارد)

اسی طرح اَلنَّسْخُ کا معنی ہے تیرا کتاب سے اس کی حرف بحرف نقل تیار کرنا۔ اصل کتاب کو بھی نُسْخَةٌ کہتے ہیں اور اصل کتاب سے جو نقل تیار کی جائے اسے بھی نُسْخَةٌ کہتے ہیں کیونکہ وہ اس کی جگہ لے لیتی ہے اور نقل تیار کرنے والے کو نَاسِخٌ اور مُنْتَسِخٌ کہتے ہیں۔ (لسان العرب)

﴿يَرْهَبُوْنَ﴾ کی لغت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اَلرَّهْبَةُ وَالرَّاهِبُ ایسے خوف کو کہتے ہیں جس میں احتیاط اور اضطراب بھی شامل ہو ...... رُهَبٌ گھبراہٹ ...... اِسْتِرْهَابٌ کے معنی خوف زدہ کرنے کے ہیں ...... اَلْاِرْهَابُ کے اصل معنی اونٹوں کو خوفزدہ کرنے کے ہیں اور اسی سے رَهَبٌ ہے جس کے معنے لاغر اونٹنی کے ہیں۔ (مفردات امام راغب)

امام رازی کہتے ہیں کہ "آیت کا ظاہری منطوق یہ دلالت کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب معلوم ہو گیا کہ ان کے بھائی ہارون علیہ السلام سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی اور ان پر عذر کا درست ہونا ظاہر ہو گیا تو اس پر ان کا غضب ٹھنڈا پڑ گیا اور یہ وہ وقت تھا جب انہوں نے دعا کی کہ اے میرے رب! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے۔ اور اپنے بھائی کے لئے یہ دعا کرنا ان کے غضب کے زائل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ غضب کی نشانیوں میں سے مقدمات کے طور پر وہی دو فعل ہیں جو ان سے سرزد ہوئے۔ پس ان دو فعلوں کی ضد غضب کے ٹھنڈا ہونے کی علامت ہے۔

ارشاد الٰہی ﴿اَخَذَ الْاَلْوَاحَ﴾ سے مراد وہ الواح ہیں جن کا ذکر پہلے آیت ﴿وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ﴾ میں ہو چکا ہے' اور ظاہری طور پر یہ ارشاد دلالت کرتا ہے کہ اس میں سے کوئی چیز نہ ٹوٹی اور نہ باطل ہوئی۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ تورات کے چھ حصے آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے ایسا نہیں ہے۔ ارشاد الٰہی ﴿وَفِيْ نُسْخَتِهَا﴾ میں نسخہ لکھنا نقل اور تبدیل سے عبارت ہے۔ پس جب تو کسی کتاب سے کتاب حرف کے بعد حرف کی صورت میں لکھتا ہے تو کہے گا کہ نَسَخْتُ ذٰلِكَ الْكِتَابَ گویا پہلی کتاب میں جو کچھ تھا وہ تو نے دوسری کتاب میں منتقل کر دیا"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں جہاں نسخ کا لفظ آیا ہے وہاں یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو باتیں رکھنے والی تھیں انہیں محفوظ کر لیا۔ قرآن میں ایک شعشہ بھی منسوخ نہیں۔

آیت ۱۵۶: کی تشریح میں حضور ایدہ اللہ نے لفظ ﴿اِخْتَارَ﴾ کی لغوی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اَلْاِخْتِيَارُ کے معنی "بہتر چیز کی طلب اور اس کو کرنا" کے ہیں۔ اسی طرح اختیار اس کام یا چیز کے لئے بھی بولا جاتا ہے جسے انسان خیر یعنی بہتر سمجھتا ہے خواہ وہ حقیقت میں بہتر نہ بھی ہو۔ قرآن کریم میں ہے ﴿وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾۔ مُخْتَارٌ کا لفظ متکلمین کے نزدیک انسان کے ہر اس فعل کے متعلق بولا جاتا ہے جس کے کرنے میں انسان پر کسی قسم کا جبر و اکراہ نہ ہو۔ (مفردات امام راغب)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جس آیت کا یہاں حوالہ دیا ہے ﴿اِخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ اللہ تعالیٰ کو یہودیوں کی دماغ کی فضیلت کا علم تھا اس لئے انہیں فضیلت دی گئی۔ یہودیوں کا دماغ اتنا زیادہ ہے کہ اس کی وجہ سے انہوں نے دنیا پر قبضہ کر رکھا ہے۔ اور اس آیت کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اس علم کے باوجود کہ وہ یہ حرکتیں کریں گے پھر بھی خدا نے ان کو دوسری قوموں پر فضیلت دی۔ حضور نے فرمایا کہ عالمین پر فضیلت ذہنی فضیلت ہے، عملی فضیلت نہیں۔

لفظ ﴿اَلرَّجْفَةُ﴾ کی لغوی تشریح میں فرمایا: اَلرَّجْفُ: شدید اضطراب۔ رَجَفَتِ الْاَرْضُ اَوِ الْبَحْرُ: زمین میں زلزلہ یا سمندر میں تلاطم برپا ہوا۔ بَحْرٌ رَجَّافٌ متلاطم سمندر۔ قرآن کریم میں ہے ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ﴾ اَلْاِرْجَافُ جھوٹی افواہ پھیلا کر اضطراب پھیلانا۔ (مفردات امام راغب)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "وَاخْتَارَ مُوْسٰى: اس پر موسیٰ کی قوم نے کہا ہم کس طرح یقین کریں۔ یہ باتیں خدا نے کہی ہیں آپ نے ۷۰ آدمیوں کو منتخب کیا۔

﴿اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ﴾: وہ آتش فشاں پہاڑ تھا، زلزلہ آیا، توجہ الی اللہ کے لئے تھا۔ وہ دوڑے اور کہا کہ ہم بلکہ ہماری اولاد خدا کی آواز کبھی نہیں سننا چاہتے۔ اسی بے ادبی کا نتیجہ تھا کہ موسیٰؑ ایسا پیغمبر پھر ان میں سے پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کے بھائیوں میں پیدا ہونے کی بشارت ملی"۔ (بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)

آیت ۱۵۷: ﴿وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً ...... الخ﴾ کے تحت حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:

"حدیث نبوی میں ہے ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ سعید بن المسیب نے انہیں بتایا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو سو (۱۰۰) اجزاء پر تقسیم فرمایا۔ ان میں سے ننانوے اجزاء کو اپنے پاس روک رکھا ہے اور صرف ایک حصہ کو زمین پر نازل فرمایا ہے۔ اور اسی ایک جزو کا نتیجہ ہے کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ ایک چوپایہ بھی اپنے بچے سے اپنا کھر اس خوف سے کہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے اٹھا لیتا ہے۔

(مسلم کتاب التوبہ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ و انھا سبقت غضبہ)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ تمثیلات ہیں اور یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ اس سے بہت زیادہ رحم کرنے والا ہے جو مخلوقات میں ایک دوسرے پر رحم دکھائی دیتا ہے۔ تو یہ تصور کرو کہ اللہ کتنا زیادہ رحم کرنے والا ہو گا اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے دعائیں کرو کہ وہ اپنے بے انتہاء رحم کے ذریعہ ہمیں معاف فرما دے۔

علامہ زمخشری کہتے ہیں: "دنیا کی "حَسَنَہ" سے مراد صحت و عافیت، پاکیزہ زندگی اور اطاعت کی توفیق ملنا ہے اور آخرت کی "حَسَنَہ" سے مراد جنت ہے۔ ﴿هُدْنَا اِلَيْكَ﴾ کے معنے ہیں کہ ہم تیری طرف توبہ کرتے ہوئے آئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "﴿فَسَاَكْتُبُهَا﴾: اب یہ انعام کسی اور قوم کو ملے گا۔ ﴿يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ﴾: سچی پاکیزگی، اپنے نفس کو مزکی و مطہر کر دینا"۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۳۰ ستمبر ۱۹۰۹ء)

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾: اور میری مہر شامل ہے ہر چیز کو"۔

(فصل الخطاب حصہ دوم صفحہ ۱۴۳۔ بحوالہ حقائق الفرقان جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"﴿عَذَابِيْ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾ میں اپنا عذاب جس کو لائق اس کے دیکھتا ہوں پہنچاتا ہوں اور میری رحمت نے ہر ایک چیز کو گھیر رکھا ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم۔ روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۶۴۰ حاشیہ نمبر ۱۱)

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا ﴿مَنْ اَشَآءُ﴾ سے مراد ہے جس کو لائق سمجھتا ہوں۔ یعنی اس کی صلاحیتوں کو دیکھ کر اس کے اندرونے سے واقف ہونے کی وجہ سے وہی چاہتا ہے جس کا وہ حقدار ہو۔

پھر براہین احمدیہ میں ہے: ”میں جس کو چاہتا ہوں عذاب پہنچاتا ہوں اور میری رحمت نے ہر چیز پر احاطہ کر رکھا ہے۔ سو میں ان کے لئے جو ہر ایک طرح کے شرک اور کفر و فواحش سے پرہیز کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور نیز ان کے لئے جو ہماری نشانیوں پر ایمان کامل لاتے ہیں اپنی رحمت لکھوں گا“۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد ۱ صفحہ ۵۶۴)

جنگ مقدس میں ہے: ”اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت عام اور وسیع ہے اور غضب یعنی صفت عدل بعد کسی خصوصیت کے پیدا ہوتی ہے یعنی یہ صفت قانون الٰہی سے تجاوز کرنے کے بعد اپنا حق پیدا کرتی ہے اور اس کے لئے ضرور ہے کہ اول قانون الٰہی ہو اور قانون الٰہی کی خلاف ورزی سے گناہ پیدا ہو اور پھر یہ صفت ظہور میں آتی ہے اور اپنا تقاضا پورا کرنا چاہتی ہے“۔

(جنگ مقدس، روئیداد جلسہ مباحثہ ۳۱/مئی ۱۸۹۳ء، روحانی خزائن جلد ۶، صفحہ ۲۰۷)

آیت ۱۵۸: کی تشریح میں لفظ ﴿اَلْاُمِّیَّ﴾ کی لغوی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ ﴿اَلْاُمِّیَّ﴾ سے مراد ایسا شخص ہے جو نہ لکھ سکتا ہو اور نہ ہی کوئی تحریر پڑھ سکتا ہو۔ اُمِّیٌّ اس امت یعنی قوم کی طرف منسوب ہے جو لکھنا پڑھنا نہ جانتی ہو۔ بعض کا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اُمِّیٌّ، اُمُّ الْقُریٰ (مکہ) میں مبعوث ہونے کی وجہ سے کہا گیا ہے۔(مفردات امام راغب)

﴿اِصْرَهُمْ﴾ کی لغوی تشریح میں فرمایا: اَلْاِصْرُ کسی چیز میں زبردستی گرہ لگانا یا روک لینا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ﴾ یہاں اِصْرٌ سے مراد وہ امور ہیں جو نیک کاموں اور ثواب تک پہنچنے سے ان کے لئے تاخیر کا باعث بنے ہوئے ہیں۔ اِصْرٌ اس عہد مؤکد کو بھی کہتے ہیں جو خلاف ورزی کرنے والے کو ثواب اور خیرات سے روک دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ءَ اَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ﴾

(مفردات امام راغب)

﴿اَلْاَغْلَالُ﴾۔ اَلْغَلَلُ کے اصل معنی کسی چیز کو اوپر اوڑھنے یا اس کے درمیان میں چلے جانے کے ہیں۔ اسی سے غَلَلٌ اس پانی کو کہا جاتا ہے جو درختوں کے درمیان سے بہ رہا ہو۔ اور کبھی ایسے پانی کو غِیْلٌ بھی کہہ دیتے ہیں اور اِنْغَلَّ کے معنی درختوں کے درمیان میں داخل ہونے کے ہیں۔ لہٰذا غُلٌّ خاص کر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی کے اعضاء کو جکڑ کر ان کے وسط میں باندھ دیا جاتا ہے (مثلاً ہتھکڑی اور بیڑیاں وغیرہ) اس کی جمع اَغْلَالٌ آتی ہے اور غُلَّ فُلَانٌ کے معنی ہیں اسے طوق پہنایا گیا۔...... اور کنجوس شخص کو کنایۃً مَغْلُوْلُ الْيَدِ کہا جاتا ہے۔(مفرادت امام راغب)

شیخ ابوالحسن القُمّی لکھتے ہیں کہ ”میرے والد نے مجھ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے قاسم بن محمد سے انہوں نے جعفر صادق علیہ السلام سے روایت بیان کی۔ فرمایا کہ ابلیس ملعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور وہ اپنے رب سے راز و نیاز میں مصروف تھے تو فرشتوں میں سے ایک فرشتے نے اس کو کہا کہ وائے افسوس تمہیں ان سے کیا چاہئے۔ در آنحالیکہ وہ اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز میں مصروف ہیں۔ شیطان نے کہا کہ میں ان سے وہی توقع رکھتا ہوں جو اس کے باپ آدم سے توقع رکھی تھی جب کہ وہ جنت میں تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا اس میں سے یہ بھی ہے کہ اے موسیٰ میں صرف اسی کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے تواضع اختیار کرتا ہے اور اپنے قلب پر میرا خوف طاری کرتا ہے۔ اور اپنے دن کا اکثر حصہ میری یاد میں گزارتا ہے اور رات کو اپنے گناہوں پر اصرار کرتے ہوئے بسر نہیں کرتا۔ اور میرے اولیاء اور احبآء کے حق کی معرفت رکھتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے عرض کی اے رب! کیا آپ کے اولیاء اور احباء سے آپ کی مراد ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب ہیں۔ فرمایا ہاں وہ بھی مراد ہیں لیکن میری اس سے مراد در حقیقت وہ ذات ہے جس کی خاطر میں نے آدم اور حوا کو پیدا کیا اور جس کی غرض سے جنت اور دن کو معرض وجود میں لایا۔ پس حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ اے ربّ! وہ ہستی کون سی ہے؟ تو فرمایا کہ وہ ذات محمد، احمد ہے جس کو میں نے اپنے نام محمود سے الگ کر کے یہ محمد نام بخشا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے ربّ! مجھے اس کی امت میں سے بنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! تو اس کی امت میں سے تب ہو گا اگر اس کی معرفت اس کے رتبہ کی معرفت اور اس کے اہل بیت کی معرفت حاصل کرلے گا۔ بے شک اس کی اور اس کے اہل بیت کی مثال مخلوق میں ایسے ہی ہے جیسے جنتوں میں جنت الفردوس کا مقام ہے“۔ حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ ایک اور حدیث میں حضرت موسیٰ کے علاوہ حضرت عیسیٰ کا ذکر بھی آتا ہے کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کی امت میں شامل کئے جانے کی درخواست کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم پہلے آچکے ہو تم اس امت میں شامل نہیں ہو سکتے۔

حسب معمول آج بھی درس کے آخر پر سوالات کے لئے وقت دیا گیا۔ چند سوالات کئے گئے جن کے جواب حضور انور ایدہ اللہ نے ارشاد فرمائے۔

وصایا

منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 15142:- میں میر عبدالرشید ولد مکرم عبدالمجید صاحب میر قوم مسلمان پیشہ ملازمت عمر 45 سال پیدائشی احمدی ساکن یاڑی پورہ ڈاکخانہ یاڑی پورہ ضلع اننت ناگ صوبہ جموں وکشمیر۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25/5/01 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(1) اس وقت میری کوئی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔

(2) آبائی جائیداد یاڑی پورہ میں ہی ہے میرے والدین بقید حیات ہیں۔ اور تین بہنیں اور دو بھائی ہیں۔

(3) میں جموں کشمیر گورنمنٹ کا ملازم ہوں اور بحیثیت عارضی استاد کام کرتا ہوں۔

ماہانہ تنخواہ مبلغ -/5920 روپے مل رہی ہے۔ میں اپنی آمد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ اگر کبھی کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے تصور کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد

عبدالحمید ٹاک صوبائی امیر — میر عبدالرشید — عبدالرشید ضیاء انسپکٹر بیت المال آمد

وصیت نمبر 15143:- میں امۃ الفضل زوجہ مکرم انور احمد صاحب قوم مسلمان پیشہ ملازمت عمر 38 سال پیدائشی احمدی ساکن دیودرگ ڈاکخانہ دیودرگ ضلع رائچور صوبہ کرناٹک۔

بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20/6/98 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت درج ذیل جائیداد ہے۔

مہر بذمہ خاوند -/1125 (گیارہ سو پچیس روپے رائج الوقت) ہیں۔ جس کا 1/10 حصہ میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وعدہ کرتی ہوں۔

طلائی زیور 1 تولہ (منکے والا ہار) اندازاً قیمت -/4600 روپے ہے۔

میری آمد ماہانہ تنخواہ -/2600 روپے ہے۔ جس کا 1/10 حصہ ادا کیا کروں گی۔

اس کے بعد اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر ہذا (بہشتی مقبرہ) کو دی جائے گی۔ اس پر میری وصیت حاوی ہوگی۔ انشاء اللہ

میری یہ وصیت تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد — الامۃ — گواہ شد

حفیظ احمد الہ دین مبلغ سلسلہ احمدیہ — امۃ الفضل — انور احمد سیکرٹری مال دیودرگ

وصیت نمبر 15144:- میں منور احمد ولد مکرم ہاڑو خان صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ زمینداری عمر 53 سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1/8/01 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری کل منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ جسکی موجودہ مارکیٹ ریٹ درج ذیل کردی گئی ہے۔

(1) آبائی جائیداد میں مکان ایک کمرہ حصہ میں ہے جسکی موجودہ قیمت -/20000 روپے۔

(2) آبائی جائیداد جس پر مکان کا مذکورہ کمرہ تعمیر ہے مع صحن ایک ایکڑ ہے۔ موجودہ قیمت مبلغ -/31000 روپے ہے۔

(3) زرعی زمین آبائی ساڑھے تین ایکڑ جسکی موجودہ قیمت -/108500 (مبلغ ایک لاکھ آٹھ ہزار پانچصد روپے)۔

(4) نقدی رقم جو کمپنی سے ملی ہے۔ مبلغ سات لاکھ روپے ہے -/700000 روپے میں مذکورہ بالا جائیداد کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔

مختلف ذرائع کھیت وغیرہ سے مجھے ماہوار مبلغ -/3500 روپے آمد ہوتی ہے۔ میں اس کے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں گا تو اسکی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد

شیخ ابراہیم صدر جماعت احمدیہ کیرنگ — منور احمد — ملک محمد مقبول طاہر انسپکٹر بیت المال آمد

تقریر برموقع جلسہ سالانہ قادیان ۲۰۰۱

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبشیری و انذاری پیشگوئیاں

(جماعت احمدیہ کی عالمگیر ترقی اور تیسری عالمی جنگ کے متعلق)

مکرم ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوت الی اللہ بھارت

عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ یَسْلُكُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا لِّیَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ وَ اَحَاطَ بِمَا لَدَیْهِمْ وَ اَحْصٰی كُلَّ شَیْءٍ عَدَدًا
(الجن آیت ۲۷ تا ۲۹)

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
اس کا موجب ہو گئے ہیں میرے جھٹلانے کے دن
اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن
دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

آیات کا ترجمہ:- وہ غیب کا جاننے والا ہے پس وہ کسی کو اپنے غیب پر غلبہ عطا نہیں کرتا بجز اپنے برگزیدہ رسول کے۔ پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اس کے پیچھے حفاظت کرتا ہوا چلتا ہے۔ تاکہ وہ معلوم کر لے کہ وہ اپنے رب کے پیغامات خوب وضاحت کے ساتھ پہنچا چکے ہیں۔ اور وہ اس کا احاطہ کئے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہے اور اس نے ہر چیز کی گنتی کے لحاظ سے شمار رکھا ہے۔

سامعین کرام! مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مامور من اللہ کی صداقت کے عظیم الشان دلائل میں سے ایک دلیل یہ بیان فرمائی ہے کہ خدا کی طرف سے آنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیفیت و کمیت کے اعتبار سے غیبی اخبار اور پیشگوئیوں پر غلبہ عطا کیا جاتا ہے۔ یعنی وہ خبریں ایک تو اپنی تعداد کے اعتبار سے بکثرت ہوتی ہیں۔ دوسرے ان کا پھیلاؤ صرف ایک خطۂ ارض یا طبقہ کے لوگوں تک محدود نہیں ہوتا بلکہ وہ پیشگوئیاں مختلف خطہ ہائے ارض اور اقوام پر محیط ہوتی ہیں۔ آگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خود مامور من اللہ اور اس کی طرف سے کی جانے والی پیشگوئیوں کا نگران اور محافظ ہوتا ہے۔ وہ پیشگوئیاں جو بظاہر ناموافق اور نا مساعد حالات اور ماحول میں کی جاتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ جو اس کی پشت پناہی کر رہا ہوتا ہے بڑی شان کے ساتھ اس کی تکمیل کے سامان کرتا ہے۔ اور ان پیشگوئیوں کی تکمیل کے ذریعہ اپنی تجلیات کا اظہار فرماتا ہے۔ ایک طرف وہ اپنے مامور کی صداقت کو دنیا پر آشکار کرتا ہے تو دوسری طرف اپنی ہستی کے ثبوت میں ناقابل تردید دلائل مہیا کرتا ہے کہ دنیا حیران و ششدر رہ جاتی ہے۔ جہاں اس پر ایمان لانے والوں کا ایمان ترقی کرتا ہے وہیں دشمن غیظ و غضب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تمام تر قیاس و گمان سے بالا مخالفانہ ماحول میں دشمن کے سب اندازوں اور اٹکلوں کے برخلاف انبیاء کی پیشگوئیاں پوری ہو جاتی ہیں۔ جماعت مومنین کے دلوں میں ایمانی جوش اور ولولہ پیدا ہوتا ہے۔ ان کے ایمان پہلے سے زیادہ پختہ ہو جاتے ہیں۔ اور دشمن پر اتمام حجت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں بے شمار ایسی پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی صداقت کا ثبوت اور زندہ خدا کی تجلیات کی مرکز ہیں۔ اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے بے شمار پیشگوئیاں عطا کی ہیں اور آپ نے دنیا میں برملا یہ اعلان فرمایا:-

''میرا خدا جو زمین و آسمان کا مالک ہے اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اسکی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو میں جھوٹا ہوں اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اُتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھہر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ نیز فرماتے ہیں اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔'' (اربعین)

اس پر شوکت اعلان کے ذریعہ آپ نے اپنی صداقت کے لئے اس عظیم الشان قرآنی معیار کو بیان فرمایا جن کا تعلق امور غیبیہ پر اطلاع پانے سے ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آقا و مطاع حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں ہزاروں پیشگوئیاں کی ہیں جن کا تعلق مختلف شعبہ ہائے زندگی سے ہے۔ جب ہم ان پیشگوئیوں کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ پیشگوئیاں ہمہ گیر حیثیت کی حامل ہیں جو نجی زندگی سے لیکر ایوان اقتدار تک، مقامی وعلاقائی مسائل سے لیکر بین الاقوامی امور تک حاوی ہیں۔ یعنی بعض پیشگوئیاں دماغی قابلیتوں کے متعلق تھیں۔ بعض نسلی ترقی اور قطع نسل سے متعلق تھیں تو بعض تغیرات زمینی سے متعلق تھیں۔ بعض بین الاقوامی تعلقات، رعایا و حکام کے متعلق تھیں۔ بعض اپنی ترقیات اور دشمن کی ہلاکت کے متعلق تھیں۔ بعض آئندہ حالات دنیا کے متعلق تھیں۔ غرض مختلف انواع و اقسام پر پیشگوئیاں مشتمل تھیں۔

سامعین! پیشگوئیوں کے بارے میں اصولی طور پر یہ امر مدنظر رکھنا چاہئے کہ پیشگوئیاں امور غیبیہ پر مشتمل ہوتی ہیں اور امور غیبیہ پر اطلاع پانا کسی عام انسان کی استطاعت میں نہیں ہے۔ بلکہ وہی شخص امور غیبیہ پر اطلاع پا سکتا ہے جس پر خدا تعالیٰ اپنی طرف سے خود غیب کی باتیں منکشف فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ''

یعنی اللہ تعالیٰ امور غیبیہ پر کسی کو غالب نہیں کرتا مگر اپنے برگزیدہ رسولوں کو نیز فرمایا ''اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰهِ'' یعنی غیب تو صرف اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اس بنیادی اصول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے مامور حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام پر اس کثرت کے ساتھ امور غیبیہ کے دروازے کھولے اور اس کثرت کے ساتھ اور اس تواتر سے غیب کی خبریں آپ پر ظاہر کیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور نبی کی زندگی میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

سامعین کرام! چونکہ انبیاء علیہم السلام مبشرین و منذرین کی حیثیت سے دنیا میں آتے ہیں اس لئے پیشگوئیاں عموماً دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک تبشیری رنگ کی ہوتی ہیں اور دوسری انذاری۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں ان ہر دو قسم کی پیشگوئیاں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ پہلی پیشگوئی جو اس ضمن میں میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ عظیم الشان بشارات پر مشتمل ہے۔ جسکا تعلق جماعت کی عالمگیر ترقی اور غلبہ سے ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان کی گوشۂ گمنامی میں تن تنہا خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر یہ پیشگوئی فرمائی:-

''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس اور اموال کو نشو و نما دوں گا۔ یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائیگی''

''یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ و یاتیک من کل فج عمیق'' یعنی دنیا کے ہر ملک سے لوگ تیری جماعت میں داخل ہونے کے لئے آئیں گے 'اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ' ہم تجھے ہر چیز میں کثرت دیں گے۔ جن میں جماعت بھی شامل ہے۔ انگریزی میں بھی اس بارہ میں آپ کو الہام ہوا:-

"I shall give you a large party of Islam" یعنی میں تم کو مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت دوں گا۔ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَ ثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِیْنَ۔ پہلوں میں سے بھی پچھلوں میں سے بھی ایک بڑی جماعت تم کو دی جائے گی یعنی انبیاء سابقین کی جماعتوں میں سے بھی اور مسلمانوں میں سے بھی کثیر تعداد میں لوگ آپ کی جماعت میں شامل ہوں گے۔

سامعین! یہ الہامات جو عظیم الشان پیشگوئیوں پر مشتمل ہیں بعض اس زمانے کے ہیں جبکہ آپ کے ساتھ کوئی ایک فرد بھی نہ تھا اور بعض اس زمانہ کے ہیں جبکہ ایک چھوٹی سی جماعت قائم ہو چکی تھی۔ قادیان کی غیر معروف بستی کو جسکا نقشہ عالم میں تو کیا علاقائی سطح پر بھی کوئی وجود نہیں تھا کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ جیسا کہ خود حضور نے فرمایا:-

میں تھا غریب و بے کس و گمنام بے ہنر
کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

ایسے حالات میں ایسی عظیم الشان پیشگوئی کرنا حیرت انگیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سعید روحیں اس جماعت میں شامل ہوتی گئیں۔ قدرے کم رفتار سے یہ قافلہ آگے بڑھتا گیا یہاں تک کہ تقدیر الٰہی کے مطابق اس عظیم الشان انقلابی دور کا آغاز ہو گیا کہ لکھو کھہا سعید روحیں بیک وقت آغوش احمدیت میں آنے لگیں۔ 1993ء سے جب سے کہ عالمی بیعت کا نیا سلسلہ شروع ہوا دنیا نے وہ نظارہ دیکھا کہ اس سے پہلے کسی مذہب کی تاریخ نے ایسا نظارہ مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ اکناف عالم میں بسنے والے مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے، مختلف زبانیں بولنے والے مختلف قوم کے لوگ، بیک وقت توحید الٰہی کا اقرار کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ایمان لاتے ہوئے خلیفۂ وقت کے ہاتھ پر تمام تر جغرافیائی حدود سے بالا ہو کر متحد ہو گئے۔ خلق کے اس اختلاط میں توحید خالق کا ایک ناقابل بیان احساس جاگ اٹھا۔ خالق کائنات کی وحدت کے ایک نادر و نایاب نظارہ پر عباد الرحمٰن اس حیرت انگیز روحانی تغیر سماوی پر سجدات شکر بجا لائے۔ سیٹلائٹ کے جدید نظام کے ذریعہ اکناف عالم میں جمع ہونے والی قومیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو پورا کر رہی تھیں کہ:-

''ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی''

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ جاری کردہ فیوض سماوی سے روحانی تشنگی بجھاتے ہوئے شیطان کی غلامی سے آزادی حاصل کرتے ہوئے قوموں کی قومیں حیاتِ جاودانی حاصل کرتی چلی جا رہی ہیں۔

اعداد و شمار کے مطابق 1993ء سے جب سے عالمی بیعت کا آغاز ہوا ہر سال نومبایعین کی تعداد دوگنی ہوتی چلی آ رہی ہے۔ یہ ایک حیرت انگیز اضافہ ہے کہ تاریخ مذاہب عالم میں کہیں اسکی نظیر نہیں ملتی۔ جیسا کہ احباب جانتے ہیں کہ اس سال صرف ہندوستان میں چار کروڑ سے زائد افراد کو قبول حق کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ کوئی اتفاقی حادثہ نہیں ہے۔ خدائی تقدیر کا ایک اٹل حصہ ہے۔ جسکی خوش خبری صدیوں قبل علماء و

بزرگان اُمت کے ذریعہ دی گئی تھی اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:-

"خدا ایک ہوا چلائے گا۔ جس طرح موسم بہار کی ہوا چلتی ہے۔ اور ایک روحانیت آسمان سے نازل ہوگی اور مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائیگی جس طرح بجلی مشرق ومغرب میں اپنی چمک ظاہر کردیتی ہے۔ ایسا ہی روحانیت کے ظہور کے وقت ہوگا تب جو نہیں دیکھتے تھے دیکھیں گے۔ اور وہ جو نہیں سمجھتے تھے سمجھیں گے۔ اور امن اور سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائیگی۔" (کتاب البریہ)

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان عبارات کا ایک ایک لفظ قابل غور ہے۔ فرماتے ہیں "ایک روحانیت آسمان سے نازل ہوگی مختلف بلاد اور ممالک میں بہت جلد پھیل جائے گی" اس زمانے میں سیٹلائٹ کے جدید نظام کے بارے میں کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا۔ آج سیٹلائٹ کے ذریعہ قرآنی علوم ومعارف کی روحانی کرنیں برق رفتاری کے ساتھ مختلف بلاد اور ممالک میں پھیل رہی ہیں۔ تثلیث کے مراکز میں شرک و بدعت کی آماجگاہوں پر توحید کی کرنیں شعلہ زن ہیں۔ پھر فرماتے ہیں "جس طرح بجلی مشرق ومغرب میں اپنی چمک ظاہر کردیتی ہے ایسا ہی روحانیت کے ظہور کے وقت میں ہوگا" احباب کرام یہ عبارت کس قدر حیرت انگیز ہے۔ جدید سیٹلائٹ نظام کا اس سے بہتر رنگ میں تعارف ممکن نہیں ہے MTA کے ذریعہ نشر ہونے والے پروگرامز برقی لہروں کے ذریعہ برق رفتاری کے ساتھ مشرق ومغرب میں پہنچ رہے ہیں۔ آگے دیکھیں حضور فرماتے ہیں "تب جو نہیں دیکھتے تھے دیکھیں گے" حیرت انگیز ہے یہ فقرہ۔ احباب جانتے ہیں کہ چند سال قبل حکومت پاکستان نے ایک Ordinance کے ذریعہ جماعت کی آواز کو دبانے کی کوشش کی تھی۔ تبلیغ اور دعوت الی اللہ پر پابندیاں عائد کردی گئیں۔ معصوم احمدیوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے۔ شعار اسلامی کے استعمال سے ان کو قانونا روک دیا گیا۔ اشاعت کتب پر کلیتاً روک لگا دی گئی۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے جدید وسائل اور ذرائع کو کام میں لانے کی توفیق بخشی اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے پاکستان کے کونے کونے میں ایم.ٹی.اے. کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ گلی گلی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرشوکت کلام اور آپ کے خلفاء کرام کی وجد آفریں صدائے ربانی سے گونج رہی ہے۔ نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا کے تمام ممالک میں، مشرق و مغرب شمال وجنوب میں برق رفتاری کے ساتھ تجلیات الٰہیہ ظہور پذیر ہورہی ہیں۔ بقول سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ؎

"یہ صدائے فقیرانہ حق آشنا پھیلتی جائے گی شش جہت میں سدا"

پھر اقتباس کا آخری فقرہ یہ ہے۔ "امن اور سلامتی کے ساتھ راستی پھیل جائے گی" احباب کرام! اکناف عالم میں جماعت کو حاصل ہونے والی عظیم الشان فتوحات کسی تلوار یا بندوق کے نتیجہ میں نہیں اور سیف و سنان کی مرہون منت نہیں ہے۔ آج کل کے بعض نام نہاد مسلم ملاؤں اور ان کے ہمنواؤں کے خیالات کی طرح جماعت احمدیہ اس بات کی قائل نہیں کہ اسلام کی اشاعت جبر و تشدد کی محتاج ہے۔ بلکہ اسلام اپنی خوبصورت تعلیم اور روشن نشانوں کے ساتھ دلوں کو فتح کرنیکی صلاحیت رکھتا ہے۔ جہاد کے غلط تصور نے مسلمانوں کو باوجود دنیاوی سامان و اسباب کے قعر ذلت میں گرا دیا ہے۔ آج مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ امن عامہ کے لئے خطرہ بن چکا ہے۔ World Terrorist Activities کی وجہ سے اسلام بدنام ہو چکا ہے۔ اس کے برعکس جماعت احمدیہ کے ذریعہ امن وسلامتی کے ساتھ اسلام کی اشاعت ہو رہی ہے۔ اور کروڑوں لوگ احمدیت کے ذریعہ آغوش اسلام میں آرہے ہیں۔

احباب کرام! آسمان احمدیت پر رونما ہونے والی یہ عظیم الشان روحانی کرنیں مستقبل قریب میں برپا ہونے والے اس یونیورسل انقلاب کی نشاندہی کر رہی ہیں جس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"نہ بت رہیں گے نہ صلیب رہے گی اور سمجھدار دلوں پر سے ان کی عظمت اٹھ جائے گی اور یہ سب باتیں باطل دکھائی دیں گی۔ اور سچے خدا کا چہرہ پھر نمایاں ہو جائے گا... خدا اپنے بزرگ نشانوں کے ساتھ اپنے نہایت پاک معارف کے ساتھ اور نہایت قوی دلائل کے ساتھ دلوں کو اسلام کی طرف پھیر دے گا اور وہی منکر رہ جائیں گے جن کے دل مسخ شدہ ہیں" (کتاب البریہ)

سامعین! یہ عبارت حیرت انگیز معارف پر مشتمل ہے۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو حاصل ہونے والی فتح نمایاں کا ایک واضح نقشہ ان عبارات میں کھینچا گیا ہے۔ اس کے لئے کس قدر وقت درکار ہے یہ ہم نہیں کہہ سکتے لیکن یہ بات یقینی ہے کہ اس کا آغاز ہو چکا ہے۔

سامعین کرام! آپ سب جانتے ہیں کہ شہر لدھیانہ کو جماعتی تاریخ میں ایک غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ یہی وہ شہر ہے جہاں سے سلسلہ بیعت کا آغاز ہوا اسی شہر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک لیکچر کے دوران فرمایا:-

"... میں افسوس ظاہر کرتا ہوں کہ سب سے اول مجھ پر کفر کا فتویٰ اس شہر کے چند مولویوں نے دیا مگر میں دیکھتا ہوں اور آپ دیکھتے ہیں کہ وہ کافر کہنے والے موجود نہیں اور خدا تعالیٰ نے مجھے اب تک زندہ رکھا اور میری جماعت کو بڑھایا۔ میرا خیال ہے کہ وہ فتویٰ کفر جو دوبارہ میرے خلاف تجویز ہو اُسے ہندوستان کے تمام بڑے شہروں میں پھرایا گیا۔ اور دو سو کے قریب مولویوں اور مشائخوں کی گواہیاں اور مہریں اس پر کرائی گئیں... ان لوگوں نے اپنے خیال میں سمجھ لیا کہ بس یہ ہتھیار اب سلسلہ کو ختم کردے گا۔ اور فی الحقیقت اگر یہ سلسلہ انسانی منصوبہ اور افتراء کا ہوتا تو اسکے ہلاک کرنے کے لئے یہ فتویٰ کا ہتھیار بہت ہی زبردست تھا لیکن اس کو خدا تعالیٰ نے قائم کیا تھا۔ پھر وہ مخالفوں کی مخالفت اور عداوت سے کیونکر مر سکتا تھا۔ جس قدر مخالفت میں شدت ہوتی گئی اسی قدر اس سلسلہ کی عظمت اور عزت دلوں میں جڑ پکڑتی گئی اور آج میں خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں کہ یا تو وہ زمانہ تھا کہ جب میں اس شہر میں آیا اور یہاں سے گیا تو صرف چند آدمی میرے ساتھ تھے۔ اور میری جماعت کی تعداد نہایت ہی قلیل تھی اور یا اب وہ وقت ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ ایک کثیر جماعت میرے ساتھ ہے اور جماعت کی تعداد تین لاکھ تک پہنچ چکی ہے اور دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ اور یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی۔"

آج سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس تمنا کے پورا ہونے کا وقت سعید آگیا ہے کہ جماعت احمدیہ مسلمہ آج کروڑوں تک پہنچ چکی ہے۔ اکناف عالم میں بیس کروڑ افراد اس چشمہ شیریں سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ کیا یہ کوئی اتفاقی بات ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے سو سال قبل اپنے چشم تصور میں سو سال بعد میں رونما ہونے والے اس عظیم روحانی تغیر کو دیکھنے کے بعد یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ "جماعت یقیناً کروڑوں تک پہنچے گی"

اے مسیح آخر الزمان! ہزاروں درود وسلام ہوں آپ پر اور آپ کے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ آپ کے نقش قدم پر آپ کے عشاق قریہ قریہ بستی بستی اس زندگی بخش 'جام احمد' کو لے کر لوگوں کو حیات جاودانی کا پیغام دے رہے ہیں۔ اور لوگ جوق در جوق سخت پیاسوں کی طرح اس چشمہ فیض کی طرف رواں دواں ہیں۔ احباب کرام اس ضمن میں بعض اور پیشگوئیوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف کتب سے لی گئی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی عربی کتاب 'حُجَّۃُ النُّور' کے صفحہ ۳ اور ۴ میں اپنی ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں عبارت کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

"میں نے ایک رؤیا میں ایک مخلص مومنوں اور عادل اور نیک بادشاہوں کی جماعت دیکھی۔ جن میں بعض اس ملک کے تھے اور بعض عرب کے تھے۔ اور بعض فارس کے تھے اور بعض شام کے تھے اور بعض روم کے ملک کے تھے اور بعض ایسے علاقوں کے تھے جنہیں میں نہیں جانتا... پھر مجھے غیب جاننے والے خدا نے بتایا کہ یہ لوگ تیرے مصدق ہوں گے اور تجھ پر ایمان لائیں گے اور تجھ پر درود پڑھیں گے اور تیرے لئے دعائیں کریں گے اور میں تجھے اتنی برکتیں دوں گا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکتیں پائیں گے۔"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۶۶-۶۷ میں فرماتے ہیں:

"یہ اللہ کی تقدیر ہے اور اس کی تقدیر کوئی رد نہیں کر سکتا... اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی اور مجھ سے وعدہ فرمایا کہ وہ میری مدد فرمائے گا۔ یہاں تک کہ میرا 'امر' زمین کے مشرقوں اور مغربوں تک پہنچا دے گا۔ اور سچائی کے سمندر موجیں ماریں گے یہاں تک کہ ان کی بلند موجوں کے بلبلے لوگوں کو حیران کردیں گے"

'حقیقۃ الوحی' کے صفحہ ۹۲ پر حضور کا اپنا عربی الہام اس طرح ہے۔

"حُکْمُ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِیْفَۃِ اللّٰہِ السُّلْطَانِ یُؤْتٰی لَہُ الْمُلْکُ الْعَظِیْمُ وَتُفْتَحُ عَلٰی یَدِہِ الْخَزَائِنُ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ وَ فِی اَعْیُنِکُمْ عَجِیْبٌ"

ترجمہ:- خدائے رحمن کا حکم ہے اس کے خلیفہ کے لئے جس کی آسمانی بادشاہت ہے اس کو ملک عظیم دیا جائے گا۔ اور خزائن اس کے لئے کھولے جائیں گے۔ یہ خدا کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب ہے۔"

اہل مکہ اور عرب اقوام کے داخل جماعت ہونے کی خوش خبری پر مشتمل ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

وَاِنِّی رَاَیْتُ اَنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ یَدْخُلُوْنَ اَفْوَاجًا فِی حِزْبِ اللّٰہِ الْقَادِرِ الْمُخْتَارِ وَ ھٰذَا مِنْ رَّبِّ السَّمَاءِ وَعَجِیْبٌ فِی اَعْیُنِ اَھْلِ الْاَرْضِیْنَ"

ترجمہ: اور میں دیکھتا ہوں کہ اہل مکہ خدائے قادر کے گروہ میں فوج در فوج داخل ہو جائیں گے اور یہ آسمان کے خدا کی طرف سے ہے اور زمینی لوگوں کی آنکھوں میں عجیب ہے (نور الحق حصہ دوم صفحہ ۱۰)

مغربی ممالک میں اسلام کی غیر معمولی ترقی کا ذکر کرتے ہوئے حضور اپنی کتاب ازالہ اوہام حصہ دوم روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۷۶ اور ۳۷۷ پر فرماتے ہیں:

"اس عاجز پر ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا... جب ممالک مغربی کے لوگ فوج درفوج دین اسلام میں داخل ہو جائیں گے تب ایک انقلاب عظیم ادیان میں پیدا ہوگا۔"

روس میں احمدیت کی اشاعت کے تعلق سے آپ نے فرمایا:-

"میں اپنی جماعت کو رشیا کے علاقہ میں ریت کی مانند دیکھتا ہوں۔"

(رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۱۴)

مشرقی اقوام اور ایشیائی اقوام کے بارہ میں پیشگوئی کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

"مجھے صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ

پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد ۲ صفحہ ۳۴۱)

احباب کرام! جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کو حاصل ہونے والی عالمگیر ترقی کے متعلق عظیم الشان خوشخبریوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب بھری پڑی ہیں۔ چند ایک پیش کی گئی ہیں اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مستقبل قریب میں دنیا کی تمام قوموں سے کثرت کے ساتھ احمدیت کی طرف رجوع ہوگا۔

احباب کرام! اب میں بعض انذاری پیشگوئیوں کی طرف آتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے اپنی تقریر کے آغاز میں عرض کیا تھا کہ خدا کے انبیاء مبشر بھی ہوتے ہیں تاکہ ہر مزاج کے لوگ اپنے اپنے ظرف اور مزاج کے مطابق صداقت کو پہچان سکیں۔

احباب کرام! قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مسیح موعود کا دور جہاں بے شمار افضال اور برکات الٰہیہ کے ظہور کا دور ہے وہاں انواع واقسام کے ارضی و سماوی آفات و مصائب کا بھی دور ہوگا۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں کثرت کے ساتھ زلازل اور قدرتی آفات و مصائب کا ذکر ملتا ہے۔ ایک الہام یہ ہے۔

''دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہیں کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا''

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی اور بعد میں بھی دنیا کے مختلف ممالک میں شدید زلازل آتے رہے اور لوگ طاعون جیسی خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہوتے رہے۔ اس قسم کے قدرتی آفات و مصائب، سیلاب و سمندری طوفان وغیرہ دراصل مامور من اللہ کی آمد کی منادی کررہے ہوتے ہیں اہل وطن اچھی طرح جانتے ہیں کہ ۱۹۹۴ء میں لاتور میں اور امسال گجرات میں آئے قیامت خیز زلازل سے ہزاروں اموات ہوئیں۔ اسی طرح اڑیسہ، بنگال، آسام وغیرہ علاقے میں آئے سیلاب او ر سائکلون کے نتیجے میں کس قدر افراتفری مچی ہے۔ غرض تمام حوادث لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے ہیں تاکہ وہ اپنے وقت کے مامور کو پہچان سکیں اور ان کی جماعت میں شامل ہوسکیں۔ نیز اس زمانہ کے بارہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں مادی ترقیات کی وجہ سے غیظ و غضب، بغض و عناد کی آگ بھڑکے گی پھر آہستہ آہستہ وہ آگ ایک عظیم عالمگیر جنگ پر منتج ہوگی چنانچہ سورۃ اللھب میں اللہ تعالیٰ نے واضح رنگ میں ذکر فرمایا ہے کہ آخری زمانہ میں اسلام نے جن مصائب اور فتنوں سے دوچار ہونا تھا ان فتنوں میں دجال اور یاجوج ماجوج کا فتنہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ قرآن مجید اور کتب سابقہ میں اس فتنہ کو یاجوج ماجوج کا نام دیا گیا ہے۔ جبکہ مذہب کے معاملہ میں ان کی دجل و فریب سے پُر صفات کی وجہ سے احادیث میں ان کا نام دجال رکھا گیا ہے۔ چنانچہ یوحنا مکاشفات میں لکھا ہے کہ:۔

''جب ہزار برس پورے ہو چکے ہوں گے تو شیطان قید سے چھوڑ دیا جائے گا اور ان قوموں کو جو زمین کے چاروں طرف ہوں گی یعنی یاجوج و ماجوج کو گمراہ کرکے لڑائی کیلئے جمع کرنے کو نکلے گی ان کا شمار سمندر کی ریت کے برابر ہوگا اور وہ تمام زمین پر پھیل جائے گی اور مقدسوں کی لشکرگاہ اور عزیز شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیں گی اور آسمان پر سے آگ نازل ہوکر انہیں کھا جائے گی'' (مکاشفہ باب ۲۰ آیت ۷ تا ۱۰)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کا نام یاجوج ماجوج رکھے جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ 'اَجِیج' آگ بھڑکانے والے کو بولتے ہیں۔ چونکہ یہ اقوام اپنی ذات و مصنوعات کے تعلق سے اکثر کام آگ سے لیا کریں گی اس لئے ان کا نام یاجوج و ماجوج رکھا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ کتب احادیث میں انہیں اقوام کو دجال قرار دیا ہے۔ کیونکہ اپنے اس مذہبی عقیدہ کے اعتبار سے کہ خدا نے اپنا بیٹا بنا لیا ہے یہ لوگ سخت قسم کے دجل میں مبتلا ہیں اور دوسروں کو بھی مبتلا کرتے ہیں اور دجال کے جس گدھے کا ذکر ہے وہ ان اقوام کے محیر العقول ایجادات کی طرف اشارہ ہے۔ جماعت اسلامی کے بانی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان پیشگوئیوں کو افسانے قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ جناب مودودی صاحب 'ترجمان القرآن' میں لکھتے ہیں:۔

''کانا دجال وغیرہ سب افسانے ہیں جن کی کوئی شرعی حقیقت نہیں۔ ان چیزوں کو تلاش کرنے کی ہمیں کوئی ضرورت بھی نہیں'' (ترجمان القرآن ستمبر۔ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

ادھر مامور زمانہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید اور احادیث شریف میں بیان فرمودہ ان پیشگوئیوں کی ایسی بصیرت افروز اور ایمان افزا تفسیر فرمائی ہے کہ انسان اس سے ورطۂ حیرت میں ڈوب کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہاں جس دجال اور یاجوج ماجوج کا ذکر کیا گیا ہے انکے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

''یاجوج و ماجوج دو قومیں ہیں جن کا پہلی کتابوں میں ذکر ہے۔ اور اس نام کی وجہ یہ ہے کہ وہ 'اَجِیج' یعنی آگ سے بہت کام لیں گے اور زمین پر ان کا بہت غلبہ ہو جائے گا اور ہر ایک بلندی کی مالک ہو جائیں گی تب اس زمانہ میں آسمان سے ایک بڑی تبدیلی کا انتظار ہوگا اور صلح اور آشتی کے دن ظاہر ہوں گے'' (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۱۴)

نیز آپ اپنی کتاب 'حَمَامَةُ الْبُشْریٰ' میں فرماتے ہیں:۔

اِنَّ یاجوجَ وماجوجَ ھُمُ النَّصارٰی مِنَ الرُّوسِ وَالْاَقْوامِ الْبِرِیطَانِیَّة (حمامة البشریٰ صفحہ ۲۸ حاشیہ)

ترجمہ: یعنی یاجوج و ماجوج روس کے عیسائی اور انگریز ہیں

سامعین کرام! ان دونوں قوموں کا ایک ہی زمانہ ہے۔ اور پھر یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دونوں قومیں ساری دنیا پر غالب آجائیں گی۔ ایک طرف تو مذہبی عقائد و خیالات میں فساد برپا کیا جائیگا اور دوسری طرف سیاسی حالات اور امن عالم کو برباد کرنے کی کوشش کی جائیگی۔ ان قوتوں کو دجال اور یاجوج و ماجوج کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یاجوج اور ماجوج کے الفاظ ایسی ہستیوں پر دلالت کرتے ہیں جو ایسی طاقت رکھیں گے کہ آتشیں اسلحہ کے استعمال سے دنیا پر غلبہ پالیں گی۔ پھر وہ موعود وقت آئے گا جبکہ یہ قومیں مشرق کی طرف بڑھیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب یہ وقت آجائے گا تو ہم ان قوموں کو ایک دوسرے کے خلاف جوش سے حملہ آور ہوتے ہوئے چھوڑ دیں گے۔ اور بگل بجایا جائے گا اور دنیا میں ہلچل مچ جائے گی۔ سب کو اکٹھا کردیں گے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں ترقی کرتے کرتے یاجوج و ماجوج دونوں دنیا کے ممالک پر قابض ہو جائیں گے اور پھر آپس میں ان کی رقابت شروع ہوجائے گی۔

سامعین! یہ پیشگوئیاں موجودہ زمانہ پر بالکل صادق آتی ہیں احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کے پاس مادی طاقت نہ ہوگی۔ لیکن مسیح موعود کی جماعت دعاؤں اور تبلیغ کے ساتھ کام کرتی جائے گی۔ اور دیگر تمام قومیں آسمانی عذاب کے ساتھ تباہ ہوں گی۔ اور اللہ تعالیٰ پھر اسلام کو غالب کردیگا۔ اسلام کے ان مخالف لوگوں کا مقابلہ مادی ہتھیاروں سے نہ ہوسکے گا اس لئے کہ مسلمانوں کی حالت ضعف اور کمزوری کی ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ مسیح موعود کی دعاؤں کو سنے گا اور ایسے سامان پیدا کرے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے اسی طرح اسلام کی مخالف اقوام آپس میں لڑکر تباہ ہو جائیں گی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''کُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ'' یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے مخالفوں نے جب بھی لڑائی کی آگ کو برانگیختہ کیا اللہ تعالیٰ نے اسے بجھا دیا 'نار' کا لفظ عربی محاورہ میں جنگ کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ فرمایا ''سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَھَبٍ'' یعنی ابولہبی تحریکیں سخت جنگ میں ڈالی جائیں گی۔ اور ایسی جنگ ہوگی جو شعلوں والی ہوگی اور ایسی ہوگی جس کی مثال پہلے نہ ملتی ہوگی کیوں کہ 'نار' لفظ نکرہ استعمال کیا گیا ہے۔ اور نکرہ عظمت شان پر دلالت کرتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ ایٹم بم، ہائیڈروجن بم کا نتیجہ سوائے آگ کے شعلوں اور شدید گرمی کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ان کے استعمال سے بیک وقت شہروں کے شہر آگ کی لپیٹ میں آسکتے ہیں۔ پس یہ آیت بتاتی ہے کہ ان اقوام کو ایک ہولناک جنگ کا سامنا کرنا پڑے گا اور یہ آپس میں لڑکر تباہ ہو جائیں گی اور یہ قومیں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف آگ بھڑکائیں گی۔ اور آپ کے مذہب کو تباہ کرنے کی کوشش کریں گی۔ جس وقت ان کی کوششیں انتہا کو پہنچ جائیں گی تو اس کے بعد جلد ہی وہ لڑائی کی آگ میں جھونکی جائیں گی۔ چنانچہ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مغربی تحریکیں ۱۹۱۴ء میں اسلام کے خلاف کمال کو پہنچیں اور اسکے معاً بعد ان کی آپس میں جنگ ہوگئی ۱۹۱۸ء میں یہ جنگ ختم ہوئی اور دوبارہ ۱۹۳۸ء میں پھر ایک جنگ ہوئی جو ۱۹۴۵ء تک جاری رہی۔ اور ۱۹۴۵ء کے بعد ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم کی ایجاد ہوئی جس سے دنیا ایک اور تباہی کے کنارہ پر کھڑی ہے۔ (تلخیص از تفسیر کبیر سورہ لہب)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں جب ہم اس کا تجزیہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضور کی پیشگوئیوں میں ایک عالمگیر جنگ کا ذکر پایا جاتا ہے۔ جس سے یاجوج و ماجوج اور دجالی قوتیں کمزور ہوں گی۔ اور ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کو تازگی نصیب ہوگی۔ امن و سلامتی کے ساتھ حقیقی اسلام کی اشاعت ہوگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

کرو توبہ تا ہو جائے رحمت
دکھاؤ جلد تر صدق و انابت
کھڑی ہے سر پر ایسی ایک ساعت
کہ یاد آجائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولیٰ نے بتا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی | اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder:
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908 - 1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES | BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700 072
: SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236- 2096, 236 -4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

یہ ایک ذوقی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ اشعار ۱۹۰۱ء میں طبع ہوئے ہیں ٹھیک ایک سو سال بعد ۲۰۰۱ء میں ایسے غیر معمولی اور حیرت انگیز واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک عالمگیر تباہی کے بارہ میں مزید فرماتے ہیں:

''کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں انسانی کاموں کا اُس دن خاتمہ ہوگا...اے یورپ تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد و یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۹)

اپنے منظوم کلام میں حضور فرماتے ہیں:-

وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
ایک دم میں غمکدے ہو جائیں گے عشرت کدے
شادیاں کرتے تھے جو پیٹیں گے ہوکر سوگوار
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
پست ہو جائیں گے جیسے پست ہو اک جائے غار
ایک ہی گردش سے گھر ہو جائیں گے مٹی کا ڈھیر
جس قدر جانیں تلف ہونگی نہیں ان کا شمار

ان خوفناک تباہی کی تفصیل بیان کرنیکے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں:-

سخت ماتم کے وہ دن ہونگے مصیبت کی گھڑی
لیک وہ دن ہونگے نیکوں کیلئے شیریں ثمار
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائینگے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

ایک عربی الہام کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''اُس دن آسمان سے کھلا کھلا دھواں نازل ہوگا اور اس دن زمین زرد پڑ جائے گی یعنی سخت قحط کے آثار ظاہر ہوں گے، میں، بعد اس کے جو مخالف تیری توہین کریں گے تجھے عزت دوں گا اور تیرا اکرام کروں گا وہ ارادہ کریں گے کہ تیرا کام ناتمام رہے اور خدا نہیں چاہتا کہ تجھے چھوڑ دے جب تک تیرے کام پورے نہ کرے۔ میں رحمٰن ہوں اور ہر ایک امر میں تجھے برکتیں دکھلاؤں گا''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تحدی کے ساتھ فرمایا:-

''اے سننے والو! تم سب یاد رکھو کہ اگر یہ پیشگوئیاں صرف معمولی طور پر ظہور میں آئیں تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ لیکن اگر ان پیشگوئیوں نے اپنے پورے ہونے کے وقت دنیا میں ایک تہلکہ برپا کر دیا اور شدت گھبراہٹ سے دیوانہ سا بنا دیا اور اکثر مقامات میں عمارتوں اور جانوں کو نقصان پہنچا تو تم اس خدا سے ڈرو جس نے میرے لئے یہ سب کچھ کر دکھایا''

(تجلیات الٰہیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۶)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ دنیا کے کئی ممالک نیوکلیئر بم بنانے کی صلاحیت حاصل کر چکے ہیں یہاں تک کہ ہندوستان اور پاکستان نے بھی گذشتہ دو سال قبل کامیاب نیوکلیائی تجربات کئے۔ اسلحہ سازی کی اس خطرناک دوڑ میں یہ ممالک اپنی عوام کی سینکڑوں ضرورتوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے بہت بڑی رقم ان اغراض کے لئے خرچ کرتے ہیں اور ان تجربات کی وجہ سے دنیا ایک خوفناک تباہی کے منہ میں دھکیلی جا سکتی ہے۔ اور نسل انسانی کا ایک بڑا حصہ ان ہتھیاروں کی نذر ہو سکتا ہے۔ نیوکلیئر جنگ کے آغاز کے نتیجہ میں وسیع پیمانہ پر جو جانی و مالی نقصان ہو سکتا ہے اس کا اندازہ لگانا محال ہے اور اس جنگ کی نوعیت کیا ہوگی؟ کیا وہ جنگ اچانک کسی اطلاع کے بغیر چھڑ سکتی ہے؟ اگر وہ چھڑ جائے تو کیا چند راکٹوں کے چھوڑے جانے تک محدود رہے گی؟ یا پھر دنیا کی مکمل تباہی تک جاری رہے گی؟ ان سب سوالات کے مختلف جوابات ہمارے سامنے آتے ہیں۔ بہرحال جیسا کہ میں نے حضرت اقدس کے الہامات و پیشگوئیوں سے یہ دکھایا ہے کہ دنیا ایک خوفناک عالمگیر جنگ کی طرف بڑھ رہی ہے اور موجودہ حالات اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

نیوکلیئر جنگ کے آغاز کے نتیجہ میں جس قسم کے وسیع خطرات لاحق ہو سکتے ہیں اب تک کہ تجربہ کے مطابق ایک نیوکلیئر بم جس کی طاقت دس لاکھ ٹن ہے یعنی جنگ عظیم ثانی کے موقع پر ہیروشما اور ناگاساکی میں پھینکے جانے والے ایٹم بم سے ۵۰ گنا زیادہ طاقت رکھتا ہے کسی گنجان آبادی والے شہر میں ڈال دیا جائے تو بم پھٹنے کے ساتھ ہی ایک ایسا جلتا ہوا نیوکلیئر گولہ وجود میں آئے گا جس کی حرارت مرکزِ سورج کے درجۂ حرارت کے برابر ہوگی۔ یہ ناقابل برداشت حرارت تمام انسانوں کو راکھ میں تبدیل کر دے گی۔ اور پانچ کلومیٹر قطر کے دائرہ میں زوردار آگ بھڑکے گی۔ بعدازاں چند لمحوں میں آواز سے بھی زیادہ تیز چلنے والی اس کی امواج سے دھماکوں کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس سے ۱۵ کلومیٹر قطر کے دائرہ میں موجود تمام عمارتیں منہدم ہو جائیں گی۔ اور ان عمارتوں کے گرنے سے اور اس کے شیشوں اور پتھروں کے بکھرنے سے لاکھوں لوگ جاں بحق ہو جائیں گے۔ اور جس کی بھی نظر ان بھڑکتے شعلوں پر پڑے گی وہ اندھے پن کا شکار ہو جائے گا۔ اس طرح دھماکوں کے ابتدائی چند لمحوں بعد ہی ہلاک ہونے والوں کی تعداد کئی ملین تک پہنچ جائے گی۔ دیگر لاکھوں افراد بعض اور خطرناک مصائب کے شکار ہو جائیں گے۔ یہ سب ایک بم کے گرائے جانے کا نتیجہ ہے۔ اگر ایک سے زائد بموں کا دھماکہ بیک وقت ہو تو دنیا کا کیا حال ہوگا جس کا تصور بھی ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اپنی مخلوق کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین

اس عالمگیر جنگ کے بعد کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

''ان نشانوں کے بعد دنیا میں ایک تبدیلی ہوگی اور اکثر دل خدا کی طرف کھینچے جائیں گے اور اکثر سعید دلوں پر دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی اور غفلت کے پردے دنیا سے اٹھا دئے جائیں گے اور حقیقی اسلام کا شربت انہیں پلایا جائے گا... یاد رہے کہ... جس قدر خدا نے تباہی کا ارادہ کیا ہے وہ پورا ہو چکے گا تب خدا کا رحم پھر جوش ماریگا اور پھر غیر معمولی اور دہشتناک زلزلوں کا ایک مدت تک خاتمہ ہو جائے گا... اور جیسا کہ نوح کے وقت میں ہوا کہ ایک خلق کثیر کی موت کے بعد امن کا زمانہ بخشا گیا ایسا ہی اس جگہ بھی ہوگا'

(تجلیات الٰہیہ ص ۳۹۹)

پھر فرمایا:-

''میں بڑے زور اور پورے یقین اور بصیرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ دوسرے مذاہب کو مٹا دے اور اسلام کو غلبہ اور قوت دے۔ اب کوئی ہاتھ اور قوت نہیں جو خدا تعالیٰ کے اس ارادہ کا مقابلہ کرے۔ وہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے مسلمانو یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ یہ خبر دی ہے اور میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے۔ اب اس کو سننا نہ سننا تمہارے اختیار میں ہے۔''

(لیکچر لدھیانہ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۹۰)

احباب کرام! اسلام کو حاصل ہونے والی اِن عظیم الشان فتوحات اور ترقیات سے قبل دنیا ایک صبر آزما دور سے گزرے گی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں میں نے بیان کیا ہے۔ ایسے حالات میں ہم افراد جماعت پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں؟ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ان حالات کے تفصیلی تجزیہ کے بعد فرماتے ہیں:-

''زمانہ کے تیور بگڑ چکے ہیں خوفناک ہلاکتیں منہ پھاڑے بڑی تیزی کیساتھ دنیا کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ یہ وقت گزر گیا تو پھر یہ قومیں آپ کے ہاتھ سے نکل جائیں گی۔ آج نفسیاتی لحاظ سے اس سے بہتر اور کوئی وقت نہیں ہے۔ کہ آپ اِن کو حق کی طرف بلائیں اور ان کے لئے امن کا انتظام کریں۔ ورنہ اگر عالمی مصیبتیں ٹوٹیں تو پیشتر اس کے کہ ہم دنیا کو ہدایت دے سکیں کہیں بدوں کے ساتھ نیک بھی پس کر نہ رہ جائیں... پس ایسے خوفناک وقت سے بچنے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ آپ اپنے تبلیغ کے کاموں کو تیز کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کو حوصلہ دے۔ دعاؤں کی توفیق دے۔ اپنے نشانوں کے ساتھ آپ پر دن کو بھی ظاہر ہو اور رات کو بھی۔ آپ کو یہ محسوس ہو کہ ایک زندہ خدا ہمارے ساتھ ہے''(بدر دسمبر ۱۹۸۶ء صفحہ ۸)

آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بزرگ صحابی حضرت غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک عظیم الشان کشف کے ذکر کے ساتھ میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ آپ بیان فرماتے ہیں:

''ہمارا سلسلہ حقہ گو... آج ایک چھوٹا سا پودا معلوم ہوتا ہے۔ مگر ایک دن یہی درخت اتنا بڑھے گا، اتنا پھولے گا کسی وقت ہفت اقلیم کے بادشاہ اس کے سایہ کے نیچے بسیرا کریں گے۔ اور وہ وقت دور نہیں بلکہ قریب ہی ہے۔ چنانچہ جب میں ۱۹۰۹ء میں میرٹھ گیا تو وہاں مجھے بذریعہ ایک مکاشفہ کے دکھایا گیا کہ سترہویں صدی ہے اور تمام دنیا میرے سامنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے۔ اور جدھر میں دیکھتا ہوں ہر طرف مجھے احمدی سلطنتیں اور احمدی بادشاہ ہی نظر آتے ہیں۔''(بدر ۳۰ جنوری ۱۹۱۳ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ مسلمہ عالمگیر اپنے محبوب امام سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اولوالعزم قیادت میں اکناف عالم میں عظیم الشان فتوحات حاصل کرتی چلی جارہی ہے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان پیشگوئیاں جن کا تعلق اسلام کے عالمگیر غلبہ سے ہے بڑی شان کے ساتھ پوری ہوتے ہوئے ہم دیکھ اور سن رہے ہیں۔ اسلام کی فتح اور اس کا عالمگیر غلبہ کے متعلق بزرگان سلف کی تمنائیں ایک زندہ حقیقت بن چکی ہیں اور ہمارا ملک ہندوستان جس کو اس زمانہ میں تخت گاہ مسیح موعود اور آخرین کا مرکز بننے کی سعادت حاصل ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں برق رفتاری کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔

کفر کی کالی گھٹا کافور ہوگی ایک دن
احمدیت ہی رہے گی رب کعبہ کی قسم

واخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین

☆......☆......☆......☆......☆

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کے بیٹے عزیزم محمد انور احمد صاحب مولوی فاضل انسپکٹر وصایا کے ہاں ایک لڑکی کے بعد مورخہ ۰۱-۱۱-۱۹ کو لڑکا عطا فرمایا ہے الحمدللہ علیٰ ذالک

نومولود تحریک وقفِ نو میں شامل ہے اور حضور پُرنور نے ''مونس احمد'' نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولود محترم محمد ابراہیم خان صاحب قادیان کا نواسہ ہے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو کامل صحت والی عمر عطا کرے نیز نیک صالح اور خادم دین بنائے اور والدین کیلئے قرۃ العین ثابت ہو۔ (اعانت بدر-/۱۰۰)(محمد منصور احمد حیدرآباد)

تاریخ کے آئینہ سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا لباس

☆ آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے منصب کی طرف تھی اور اصلاح امت میں اتنے محو تھے کہ اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی ☆

☆ البتہ وَالرُّجزَفَاهْجُرْ کے ماتحت آپ صاف ستھری چیز ہمیشہ پسند فرماتے اور گندی اور میلی چیز سے سخت نفرت کرتے ☆

☆ آپ کو دیکھ کر کوئی شخص ایک لحہ کے لئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس شخص کی زندگی یا لباس میں کسی قسم کا بھی تصنع ہے ☆

سب سے اول یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ آپ کو کسی خاص قسم کے خاص لباس کا شوق نہ تھا۔ آخری ایام کے کچھ سالوں میں آپ کے پاس کپڑے سادے اور سلے سلائے بہت آتے تھے۔خاص کر کوٹ، صدری اور پائجامہ قمیص وغیرہ جو اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب ہر عید بقرعید کے موقعہ پر اپنے ہمراہ نذر لاتے تھے وہی آپ استعمال فرمایا کرتے تھے۔مگر علاوہ ان کے کبھی کبھی خود بھی بنوالیا کرتے تھے۔عمامہ تو اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے۔جس طرح کپڑے بنتے تھے اور استعمال ہوتے تھے اسی طرح ساتھ ساتھ خرچ بھی ہوتے جاتے تھے۔یعنی ہر وقت تبرک مانگنے والے طلب کرتے رہتے تھے۔بعض دفعہ تو نوبت پہنچ جاتی کہ آپ ایک کپڑا بطور تبرک کے عطا فرماتے تو دوسرا بنوا کر اسی وقت پہننا پڑتا۔اور بعض سمجھدار اس طرح بھی کرتے تھے کہ مثلاً ایک کپڑا آپ بنوا کر بھیج دیا اور ساتھ عرض کر دیا کہ حضور ایک اپنا اُترا ہوا تبرک مرحمت فرمادیں۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔اب آپ کے لباس کی ساخت سنئے۔عموماً یہ کپڑے آپ زیب تن فرمایا کرتے تھے کرتہ یا قمیص، پائجامہ، صدری، کوٹ، عمامہ، اس کے علاوہ رومال بھی ضرور رکھتے تھے اور جاڑوں میں جرابیں۔آپ کے سب کپڑوں میں خصوصیت یہ تھی کہ وہ بہت کھلے کھلے ہوتے تھے۔ اگرچہ شیخ صاحب مذکور کے آوردہ کوٹ انگریزی طرز کے ہوتے مگر وہ بھی بہت کشادہ اور لمبے یعنی گھٹنوں سے نیچے ہوتے تھے اور جبے اور چوغہ بھی جو آپ پہنتے تھے تو وہ بھی ایسے لمبے کہ بعض تو ان میں سے ٹخنے تک پہنچتے تھے اسی طرح کُرتے اور صدریاں بھی کشادہ ہوتی تھیں۔

بنیان آپ کبھی نہ پہنتے تھے بلکہ اس کی تنگی سے گھبراتے تھے۔گرم قمیص جو پہنتے تھے اس کا اکثر اوپر کا بٹن کھلا رکھتے تھے۔اسی طرح صدری اور کوٹ کا اور قمیص کے کفوں میں اگر بٹن ہوں تو وہ بھی ہمیشہ کھلے رہتے تھے آپ کا طرزِ عمل "ما انا من المتکلفین" کے ماتحت تھا کہ کسی مصنوعی جکڑ بندی میں جو شرعاً غیر ضروری ہے پابند رہنا آپ کے مزاج کے خلاف تھا۔اور نہ آپ کو کبھی پروا تھی کہ لباس عمدہ ہے یا برش کیا ہوا ہے یا بٹن سب درست لگے ہوئے ہیں یا نہیں۔ صرف لباس کی اصل غرض مطلوب تھی۔بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہیں بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگے ہوئے دیکھے گئے۔آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے منصب کی طرف تھی اور اصلاح امت میں اتنے محو تھے کہ اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی۔آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا۔یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے۔اور یہ علالت طبع کی وجہ سے تھا۔سردی آپ کو موافق نہ تھی اس لئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔البتہ گرمیوں میں نیچے کُرتہ ململ کا رہتا تھا بجائے گرم کُرتے کے۔پاجامہ آپ کا معروف شرعی وضع کا ہوتا تھا۔پہلے غرارہ یعنی ڈھیلا مردانہ پاجامہ بھی پہنا کرتے تھے مگر آخر عمر میں ترک کر دیا۔مگر گھر میں کبھی کبھی گرمیوں میں دن کو اور عادتاً رات کے وقت تہہ بند باندھکر خواب فرمایا کرتے تھے۔صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے۔مگر کوٹ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے۔اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے بلکہ بعض اوقات پوستین بھی۔

صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں آپ کا رومال ہوتا تھا۔آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے نہ کہ چھوٹا......

گھڑی بھی آپ ضرور اپنے پاس رکھا کرتے تھے مگر اس کی کنجی دینے میں چونکہ اکثر ناغہ ہو جاتا اس لئے وقت غلط ہی ہوتا اور چونکہ گھڑی جیب میں سے نکل پڑتی اس لئے آپ اسے بھی رومال میں باندھ لیا کرتے تھے۔گھڑی کو ضرورت کے لئے رکھتے نہ کہ زیبائش کے لئے۔آپ کو دیکھ کر کوئی شخص ایک لحہ کے لئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس شخص کی زندگی یا لباس میں کسی قسم کا بھی تصنع ہے۔یا یہ زیب وزینت دنیوی کا دلدادہ ہے۔ہاں البتہ والرجز فاھجر کے ماتحت آپ صاف ستھری چیز ہمیشہ پسند فرماتے اور گندی اور میلی چیز سے سخت نفرت کرتے۔یہاں تک کہ صفائی کا اسقدر اہتمام تھا کہ بعض اوقات آدمی نہ موجود ہو تو بیت الخلا میں خود فنائل ڈالتے تھے۔

عمامہ شریف آپ ململ کا باندھا کرتے تھے اور اکثر دس گز یا کچھ اوپر لمبا ہوتا تھا۔شملہ آپ لمبا چھوڑتے تھے اور کمر کے نیچے تک لمبا لٹکتا رہتا۔کبھی کبھی شملہ کو آگے ڈال لیا کرتے اور کبھی اس کا پلہ دہن مبارک پر بھی رکھ لیتے جبکہ مجلس میں خاموشی ہوتی۔عمامہ کے باندھنے کی خاص وضع تھی۔نوک تو ضرور سامنے ہوتی مگر سر پر ڈھیلا ڈھالا لپٹا ہوا ہوتا تھا۔عمامہ کے نیچے اکثر رومی ٹوپی رکھتے اور گھر میں عمامہ اتار کر صرف یہ ٹوپی پہنے رہا کرتے تھے۔مگر نرم قسم کی دوہری جو سخت قسم کی نہ ہوتی۔

جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے۔مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔کبھی تو آگے سرا لٹکا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑھی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی۔کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔اگر جراب کہیں سے کچھ پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے۔ بلکہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ایسے موزوں پر مسح کیا کرتے تھے جس میں سے ان کی انگلیوں کے پوٹے باہر نکلے رہا کرتے۔

جوتی آپ کی دیسی ہوتی خواہ کسی وضع کی ہو۔ پٹھواری، لاہوری، لدھیانوی، سلیم شاہی ہر وضع کی پہن لیتے مگر ایسی جو کھلی کھلی ہوں۔انگریزی بوٹ کبھی نہیں پہنا۔گرگابی حضرت صاحب کو پہنے میں نے نہیں دیکھا۔حضرت خلیفۃ المسیح ؓ البتہ پہنا کرتے تھے۔جوتی اگر تنگ ہوتی تو اس کی ایڑھی بیٹھا لیتے۔لباس کے ساتھ ایک چیز کا اور بھی ذکر کر دیتا ہوں وہ یہ کہ آپ عصا ضرور رکھا کرتے تھے۔گھر میں یا جب مسجد مبارک میں روزانہ نماز کو جانا ہوتا تب تو نہیں مگر مسجد اقصیٰ کو جاتے وقت یا جب باہر سیر وغیرہ کے لئے تشریف لاتے تو ضرور ہاتھ میں ہوا کرتا تھا اور موٹی اور مضبوط لکڑی کو پسند فرماتے مگر کبھی اس پر سہارا یا بوجھ دیکر نہ چلتے جیسے اکثر ضعیف العمر آدمیوں کی عادت ہوتی ہے۔

موسم سرما میں ایک دھسہ لیکر آپ مسجد میں نماز کے لئے تشریف لایا کرتے تھے جو اکثر آپ کے کندھے پر پڑا ہوا ہوتا تھا۔اور اسے اپنے آگے ڈال لیا کرتے تھے۔جب تشریف رکھتے تو پھر پیروں پر ڈال لیتے۔

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ اتار کر رات کو تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے تھے۔اور صبح کو انکی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن انکو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

موسم گرما میں دن کو بھی اور رات کو تو اکثر آپ کپڑے اتار دیتے۔اور صرف چادر یا لنگی باندھ لیتے۔ گرمی دانے بعض دفعہ بہت نکل آتے تو اس کی خاطر بھی کرتہ اتار دیا کرتے۔تہہ بند اکثر نصف ساق تک ہوتا تھا اور گھٹنوں سے اوپر ایسی حالتوں میں مجھے یاد نہیں کہ آپ برہنہ ہوئے ہوں۔آپکے پاس کچھ کنجیاں بھی رہتی تھیں یا تو رومال میں یا اکثر ازار بند میں باندھ کر رکھتے۔روئی دار کوٹ پہننا آپ کی عادت میں داخل نہ تھا۔نہ ایسی رضائی اوڑھ کر باہر تشریف لاتے بلکہ چادر پشمینہ کی یا دھسہ رکھا کرتے۔اور وہ بھی سر پر کبھی نہیں اوڑھتے بلکہ کندھوں اور گردن تک رہتی تھی۔ گلوبند اور دستانوں کی آپ کو عادت نہ تھی۔بستر ایسا ہوتا تھا۔

ایک لحاف جس میں پانچ چھ سیر روئی کم از کم ہوتی تھی۔اور اچھا لمبا چوڑا ہوتا تھا۔چادر بستر کے اوپر اور تکیہ اور توشک۔توشک آپ گرمی اور جاڑے دونوں موسم میں بسبب سردی کی ناموافقت کے بچھواتے تھے۔تحریر وغیرہ کا سب کام پلنگ پر ہی اکثر فرمایا کرتے اور دوات قلم بستہ اور کتابیں یہ سب چیزیں پلنگ پر موجود رہا کرتی تھیں۔کیوں کہ یہی جگہ میز کرسی اور لائبریری سب کا کام کر دیتی تھی۔اور "ما انا من المتکلفین" کا عملی نظارہ خوب واضح طور پر نظر آتا تھا۔

ایک بات کا ذکر کرنا میں بھول گیا وہ یہ کہ آپ امیروں کی طرح ہر روز کپڑے نہ بدلا کرتے تھے۔بلکہ جب انکی صفائی میں فرق آجاتا تب بدلتے تھے۔

(بحوالہ سیرت مسیح موعودؑ مصنفہ حضرت یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر الحکم)

دُعائے مغفرت

افسوس میرے چھوٹے بھائی معین الحق سملیہ جھارکھنڈ کی اہلیہ قدوسہ بیگم ۱۹ر نومبر ۲۰۰۱ء کو وفات پا گئی۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔مرحومہ کے خاوند جلسہ سالانہ پر قادیان آئے ہوئے تھے۔اچانک ۶ر نومبر کو اطلاع آئی کہ مرحومہ ایک معلم کے ساتھ سکوٹر پر گھر آرہی تھیں کہ ایک ٹرک سے ٹکر ہو گئی۔شدید چوٹیں آئیں۔ہسپتال میں زیر علاج تھیں اور ۱۹ر نومبر کو وفات پا گئیں۔

مرحومہ تین چھوٹے بچے پیچھے چھوڑ گئی ہیں۔ تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے نیز مرحومہ کی مغفرت بلندی درجات کیلئے دُعا کی درخواست ہے۔(مبارک احمد سملیہ قادیان)

دُعائے مغفرت

میرے چھوٹے ماموں مکرم نصیر احمد صاحب ولد مکرم سیٹھ خیر الدین صاحب آف لکھنؤ گزشتہ دنوں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم نے اپنے پیچھے اہلیہ اور دو بچے ایک بیٹا اور بیٹی چھوڑے ہیں۔مرحوم کی اہلیہ مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب نیاز مرحوم کی صاحبزادی ہیں۔ احباب سے دُعا کی درخواست ہے کہ مرحوم کو اللہ تعالیٰ جنت میں اعلیٰ مقام دے اور اہل وعیال و رشتہ داروں کو صبر کی توفیق دے۔آمین۔(چوہدری مسعود احمد مہار قادیان)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ۲۰۰۱-۱۲-۱۱ دوسرے بیٹے سے نوازا ہے پیارے آقا نے ازراہ شفقت نومولود کو تحریک وقفِ نو میں شامل فرما کر عزیز مرتاض احمد نام تجویز فرمایا ہے نومولود مکرم سلیم احمد خان امیٹھہ کا نواسہ اور مکرم چوہدری جسونت سنگھ موانہ کا پوتا ہے۔ خاکسار کے دو بچے پہلے بھی وقف نو میں شامل ہیں۔ تینوں بچوں کی صحت و سلامتی درازی عمر خادم دین بننے کی درخواست دُعا ہے۔ (اعانت بدر -/۵۰)(چوہدری ارشاد احمد پنکو معلم نادون ہماچل)

جماعتہائے احمدیہ پاکستان کے واقفین نو کا پہلا کامیاب سالانہ اجتماع

پاکستان کے ۳۳ اضلاع اور ربوہ سے ۳۲۵ واقفین نو نے اجتماع میں حصہ لیا

«مکرم سید قمر سلیمان احمد وکیل وقف نو تحریک جدید ربوہ»

۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو ”تحریک وقف نو کا آغاز ہوا۔ چودہ برس کا عرصہ اس تحریک کو گزر چکا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو وقف نو کا پہلا گروپ سکول کی تعلیم کے آخری مرحلہ پر پہنچ چکا ہے۔ ان واقفین نو بچوں کی دینی، اخلاقی اور تعلیمی کیفیت کا اندازہ لگانے، اور تا مختلف تعلیمی شعبوں کے لحاظ سے ان کی رہنمائی کی جا سکے مورخہ ۱۳، ۱۴، ۱۵ جولائی ۲۰۰۱ء کو جامعہ احمدیہ کی زیر تعمیر عمارت میں واقفین نو کے نہم اور دہم کے طالبعلموں کا پہلا سالانہ اجتماع منعقد کیا گیا۔

اجتماع کو ہر رنگ میں بہتر اور کامیاب بنانے کی خاطر درج ذیل شعبہ جات قائم کئے گئے۔

رجسٹریشن، سٹیج و پنڈال، مقابلہ جات، انعامات، طعام، رہائش، صفائی، آب رسانی، امتحان و کیریئر پلاننگ، رابطہ و بک سٹال۔

پہلا دن

۱۳ جولائی بروز جمعۃ المبارک ساڑھے چھ بجے شام اجتماع کا آغاز ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب امیر مقامی و ناظر اعلیٰ پاکستان نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ نے واقفین نو بچوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ وہ خوش قسمت بچے ہیں جن کو پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مقدس تحریک وقف نو کا حصہ بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔ دوران خطاب آپ نے بچوں کو نہایت قیمتی نصائح سے نوازا۔

افتتاحی خطاب کے بعد تحریری امتحان ہوا۔ ۳۱۹ بچوں نے اس امتحان میں حصہ لیا۔ رات کے کھانے کے بعد مقابلہ تلاوت قرآن مجید کا آغاز ہوا جو رات دس بجے تک چلتا رہا۔

دوسرا دن

دوسرے دن کے اجتماع کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر اور درس حدیث اور ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد سات بجے مکرم سید طاہر احمد صاحب ناظر تعلیم کی زیر صدارت اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد فی البدیہہ تقریر کا مقابلہ ہوا جس میں ۹۳ بچوں نے حصہ لیا۔ اس کے بعد خاکسار نے بچوں سے ”تحریک وقف نو کا تعارف“ کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس کے بعد مکرم وکیل الدیوان صاحب نے ”جماعتی تنظیموں کا تعارف“ کے موضوع پر تقریر کی۔

اس کے بعد مقابلہ بیت بازی منعقد ہوا۔ ساڑھے گیارہ بجے مختلف علماء سلسلہ نے مختلف تربیتی موضوعات پر بچوں سے خطاب فرمایا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اول نے کی۔ خطابات کے عناوین درج ذیل تھے۔ نظام جماعت کی اطاعت۔ سچائی سے محبت۔ امانت و دیانت۔ تکلیف اور آزمائش پر صبر۔ تقویٰ۔ غصہ کو ضبط کرنے کی عادت۔

ان خطابات کے دوران جائزہ کمیٹیوں نے دسویں جماعت میں زیر تعلیم ۶۳ بچوں کے انٹرویوز لئے۔

ساڑھے چار بجے نظم خوانی کا مقابلہ ہوا۔ اس کے بعد مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی اور جماعت کے عقائد“ کے موضوع پر خطاب کیا۔

رات نو بجے دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کی مساعی پر مشتمل سلائیڈز بچوں کو دکھائی گئیں۔ سبھی بچوں نے اس پروگرام میں بے حد دلچسپی لی۔

تیسرا دن

تیسرے دن کے اجلاس کا آغاز مکرم قریشی افتخار علی صاحب وکیل المال ثالث کی زیر صدارت شروع ہوا۔ اس اجلاس میں بھی بعض بزرگان سلسلہ نے مختلف تربیتی امور پر خطاب کیا اور واقفین بچوں کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ عنوان درج ذیل تھے۔ مزاج میں شگفتگی اور ترش روئی سے پرہیز۔ غناء۔ محنت کی عادت۔ قناعت۔ جھوٹ سے نفرت۔

اختتامی اجلاس

دس بجے اختتامی کاروائی کا آغاز مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل الاعلیٰ تحریک جدید کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم چوہدری صاحب نے مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے بچوں میں انعامات تقسیم کئے اور صدارتی خطاب میں بچوں کو توجہ دلائی کہ اپنے ارادے نیک بنائیں، علم وسیع کریں، اخلاق سنواریں اور اللہ تعالیٰ سے سلسلہ کے لئے اور اپنے لئے دعائیں مانگتے رہیں۔ خصوصیت سے اچھے اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے کی آپ نے تلقین کی۔

اختتامی اجلاس میں ناظران اور وکلاء اور بزرگان سلسلہ کی بڑی تعداد نے شرکت کی مکرم وکیل اعلیٰ صاحب نے دعا کروائی اور دعا کے ساتھ ہی واقفین نو کا یہ پہلا سالانہ اجتماع نہایت خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

اس اجتماع میں پاکستان کے ۳۳ اضلاع اور ربوہ سے نویں اور دسویں جماعت کے ۳۲۵ واقفین نو شامل ہوئے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام واقفین نو کو نیک صالح اور خادم دین بنائے اور دینی و دنیوی ترقیات سے نوازے۔ آمین۔ ☆......☆......☆

بیت السبوح فرینکفرٹ جرمنی میں

دار القضاء جرمنی کے زیر انتظام دو روزہ ریفریشر کورس کا انعقاد

بیت السبوح فرینکفرٹ میں دار القضا جرمنی کی طرف سے دو روزہ ریفریشر کورس کا اہتمام کیا گیا جو مورخہ ۲۹۔۳۰ ستمبر ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ و اتوار منعقد کیا گیا۔ اس میں شرکت کرنے والے علماء کرام نے متعدد اہم علمی موضوعات پر خطاب کیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱)......مکرم چوہدری حفیظ الرحمٰن صاحب صدر قضا بورڈ نے ”نظام قضا کی اہمیت، اور ہمارے فرائض“ کے عنوان پر۔

۲)......مکرم حاجی غلام محی الدین صاحب نے عائلی مسائل، طلاق وخلع کے فقہی مسائل پر روشنی ڈالی اور اس تعلق میں خلفاء کرام کے ارشادات بھی بیان فرمائے۔

۳)......مکرم ملک بشیر الدین صاحب نے ”قضا کا طریق کار اور جماعت میں اس کے مفید اثرات“ کے موضوع پر۔

۴)......مکرم مرزا عبد الحق صاحب نے ”شہادت کا اسلامی معیار، اقسام اور اس پر قضا کی نگرانی“ کے موضوع پر۔

۵)......مکرم عبد الرفیق صاحب نے ”قضاء کی حیثیت ملکی قوانین کے دائرہ میں اور ثالث کا کردار“ کے عنوان پر۔

۶)......مکرم محمد مستقیم صاحب نے ”قاضی و فریقین کے لئے احتیاطی ولازمی اقدامات“ کے عنوان پر تقریر کی۔

ہر لیکچر کے بعد سوال و جواب ہوتا۔ جس سے مفید اور قیمتی معلومات حاصل ہوتیں۔ موضوع کی اہمیت و افادیت کا پتہ چلتا۔ نیز اس بات پر بھی روشنی ڈالی گئی کہ نظام قضاء کے ذریعہ جماعت کی طرف سے نہایت آسان، سستا اور جلد انصاف مہیا کیا جاتا ہے۔

ابتدائی فیصلہ کے خلاف دو مرتبہ اپیل کا حق دیا جاتا ہے۔

اس ریفریشر کورس میں مولانا حیدر علی ظفر صاحب مشنری انچارج، مولانا محمد الیاس منیر صاحب، مولانا ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب مربی کولون، اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ریجنل امیر کولون کے علاوہ سیکرٹری تربیت مکرم ڈاکٹر طاہر محمود صاحب، مکرم عبد السبحان طارق صاحب نے شرکت فرمائی اور دلچسپ سوالات سے ریفریشر کورس کی افادیت کو دوبالا کیا۔ ☆......☆

سیرالیون (مغربی افریقہ) میں جماعت احمدیہ کی طبی خدمات

☆خانہ جنگی کے بعد دوبارہ میڈیکل کلینک کا آغاز اور اس کی افتتاحی تقریب☆

☆نائب وزیر صحت سیرالیون مکرم صدیقی ابراہیم صاحب کی افتتاحی تقریب میں شرکت☆

«مکرم طارق محمود جاوید صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون»

سیرالیون ایک لمبے عرصہ سے خانہ جنگی کی نذر رہا ہے۔ اب حالات بہتر ہونے کے بعد جماعت احمدیہ سیرالیون کی طرف سے دوبارہ احمدیہ کلینک کا آغاز کیا گیا۔ اور جماعت احمدیہ سیرالیون ایک بار پھر خدمت انسانیت کی خاطر محض للہ بے لوث جذبات کے ساتھ طبی خدمات کی میدان میں آگے بڑھ رہی ہے۔

افتتاحی تقریب میں مکرم صدیقی ابراہیم صاحب نائب وزیر صحت سیرالیون بطور مہمان خصوصی تشریف لائے۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم الحاجی علی ایس دین صاحب چیئرمین احمدیہ ایجوکیشن و میڈیکل بورڈ نے مہمان خصوصی کی خدمت میں استقبالیہ پیش کیا۔ اور بتایا کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے مختلف جگہوں پر انسانیت کی خدمت کے لئے متعدد ہسپتال کام کر رہے تھے جو خانہ جنگی کی نذر ہو گئے۔ اب پھر دوبارہ یہ ہسپتال کھولا جا رہا ہے۔ اور باقی جگہوں پر بھی کھولنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اس کے بعد مہمان خصوصی مکرم صدیقی ابراہیم صاحب نائب وزیر صحت سیرالیون نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے ساتھ گورنمنٹ ہر طرح کا تعاون دینے کے لئے تیار ہے۔ **میں احمدیت کا مداح ہوں**۔ اور قریبی دوستوں میں سے ایک ہوں۔ **احمدیت جو اسلام پیش کرتی ہے وہ بہت خوبصورت اور حسین ہے اس میں کسی قسم کی بناوٹ نہیں ہے**۔ احمدیہ جماعت ۱۹۳۸ء سے سیرالیون میں تعلیمی میدان میں خدمت سر انجام دے رہی ہے۔ میں احمدیہ جماعت کا شکر گزار ہوں۔ آج بڑے بڑے آفیسر احمدیہ اسکول کے تعلیم یافتہ ہیں اور پورے ملک میں کام کر رہے ہیں۔ خطاب کے بعد مہمان خصوصی نے کلینک کا افتتاح کیا۔

اس کے بعد مکرم ڈاکٹر اشرف صاحب جو اس کلینک کے انچارج ہیں نے تقریر کی۔ آخر پر خاکسار نے دعا کرائی۔ افتتاح کی خبر نیشنل ریڈیو اور ٹی وی پر نشر ہوئی۔ ☆......☆......☆

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N61/57

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab ((INDIA)

Tel Fax (0091) 01872-20757
Tel Fax (0091) 01872-21702

Vol - 51 Thursday, 3 Jan. 2002 Issue No: 1

ہیومینیٹی فرسٹ کی ایک عمدہ پیشکش
کیلنڈر 2002ء

دنیا بھر کے آفت زدہ علاقوں میں کئی سال سے مختلف رفاہی کاموں میں مصروف تنظیم "ہیومینیٹی فرسٹ" کی جانب سے ۲۰۰۲ء کا ایک بہت عمدہ کیلنڈر شائع کر کے دو ماہ قبل برطانیہ کے علاوہ بعض دیگر ممالک میں بھی فروخت کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ یہ کیلنڈر اپنے معیاری ڈیزائن، اعلیٰ طباعت اور دیگر پہلوؤں سے پسندیدگی کی سند حاصل کر چکا ہے۔ اس کیلنڈر کو خریدنا اس لئے بھی ضروری ہے کیونکہ ایسا کرنا "ہیومینیٹی فرسٹ" کی رفاہی سرگرمیوں کے لئے مالی مدد مہیا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ بھی ہے۔

دیوار پر آویزاں کرنے کے لئے بڑے سائز میں شائع کیا جانے والا یہ کیلنڈر ایک خوبصورت لفافہ میں فروخت کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ کیلنڈر کے کُل سات صفحات ہیں۔ پہلے صفحہ پر ہیومینیٹی فرسٹ کا مختصر تعارف اور اس تنظیم کے رفاہی مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔ اگلے چھ صفحات میں سے ہر صفحہ پر دو دو ماہ کا کیلنڈر دیا گیا ہے۔ نیز ہر صفحہ پر تین یا چار تصاویر ہیں جن کے ذریعہ ہیومینیٹی فرسٹ کی مختلف خدمات کی عکاسی ہوتی ہے اور اُن علاقوں کی تصویر کشی بھی خوبصورتی سے کی گئی ہے جہاں تنظیم کی رفاہی خدمات نے مصیبت زدہ افراد کے دلوں پر محبت و خلوص کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ نیز کیلنڈر کے ہر صفحہ پر ایسے دو اقوال بھی درج کئے گئے ہیں جن میں انسانی ہمدردی کی تعلیم دی گئی ہے۔ ان میں قرآن کریم اور آنحضورﷺ کے ارشادات کے علاوہ حضرت کنفیوشس، بائبل، حضرت عیسیٰؑ، خلیل جبران، مہاتما گاندھی، ڈینی تھامس، حضرت بدھؑ اور ولیم شیکسپیئر کے علاوہ انگریزی اور یورو بازبانوں میں بیان کئے جانے والے اقوال شامل ہیں۔

کیلنڈر کے ہر صفحہ کو مختلف حوالوں سے پیش کیا گیا ہے مثلاً بوسنیا، گفٹ آف سائٹ، کوسووو کرائسس، فیڈ دی فیملی اور ترکی و بھارت میں زلزلہ زدگان کی امداد وغیرہ۔ الغرض اس کیلنڈر کا ہر صفحہ ایسی رنگین تصاویر اور عبارتوں سے مزین ہے جو بہت پُر اثر اور انسانی ہمدردی کا ایک اہم پیغام اپنے اندر رکھتی ہیں۔

یہ کیلنڈر براہ راست "ہیومینیٹی فرسٹ" کے دفتر سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ نیز بعض احمدیہ مشن ہاؤسز سے بھی دستیاب ہیں۔ ہیومینیٹی فرسٹ کا پتہ حسب ذیل ہے:

6 Hardwicks Way,
London SW18 4AJ
Telephone: 020-8877 3461

(تبصرہ:- فرخ سلطان)

ایمان افروز واقعہ

شولاپور (مہاراشٹر) کے رہنے والے مکرم سلیم احمد نامی ایک شخص لوگوں کی دیکھا دیکھی ۱۹۹۹ء کے جلسہ سالانہ پر قادیان تشریف لے آئے۔ یہاں آ کر وہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو دیکھکر اتنا متاثر ہوئے کہ واپس شولا پور آ کر بیعت کر کے احمدیت میں داخل ہو گئے۔ پھر کیا تھا ان کے قبولِ حق کی خبر پا کر سارے خاندان، برادری و رشتہ داروں نے ان پر احمدیت کو چھوڑنے کے لئے دباؤ ڈالنا شروع کر دیا برادری کے لاکھ سمجھانے اور دباؤ کے باوجود انہوں نے احمدیت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا شہر کے مفتی اور قاضی نے ان کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کیا، ان کا بائیکاٹ کیا۔ لیکن یہ ہمت نہ ہارے۔ مخالفین اپنا سامنہ لیکر خاموش ہو گئے ابھی ان تمام حالات کو گذرے ہوئے چند ماہ ہی ہوئے تھے کہ ان کی والدہ فاطمہ بی کا انتقال ہو گیا اب تو مخالفین کو اپنی ہتک کا بدلہ لینے کا ایک اچھا موقع مل گیا اور انہوں نے فوری طور پر شہر کے ملاؤں کو بلایا۔ ملاؤں نے بستی میں آ کر یہ اعلان کر دیا کہ اس کی ماں کو نہ کوئی کندھا دے اور نہ ہی اسکو قبرستان میں دفن ہونے دیا جائے۔ اس فتویٰ کے بعد احمدیت سے بغض رکھنے والوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور مکرم سلیم صاحب کے رشتہ داروں میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ سارے رشتہ داروں نے مکرم سلیم احمد صاحب کو سمجھایا کہ اس ساری مصیبت کی جڑ تو ہے۔ ابھی بھی وقت ہے قادیانیت سے توبہ کر لے ورنہ تمہاری ماں کا جنازہ یہیں پڑا رہے گا۔

جب جنازہ رکھے ہوئے ۲۵ گھنٹے کا وقت گزر گیا اور مولویوں کے خوف سے کہ کہیں ہمیں بھی برادری سے نہ نکال دیا جائے کسی نے بھی جنازہ کو ہاتھ نہ لگایا تو خاکسار نے ان سارے حالات سے شہر کے ذمہ دار پولیس افسر کو آگاہ کیا اور خاکسار کی اطلاع پر قریب کے ضلع عثمان آباد سے مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب صدر جماعت عثمان آباد اور نائب نگران اعلیٰ شولا پور کفن دفن کی تیاری کے ساتھ تشریف لے آئے اب بوکھلاہٹ میں ملاؤں نے ایک نیا فتویٰ جاری کر کے کہا کہ والدہ تو یہ اور بھی دوسرے بھائیوں کی ہیں اس لئے ان کو ہمارے قبرستان میں دفنا دو۔ مگر اس میں اس قادیانی کی شرکت نہ ہونے پائے۔ اور اس طرح بالآخر ۳۰ گھنٹے کے بعد تدفین عمل میں آئی۔ مکرم سلیم احمد صاحب نے آخری وقت تک اپنے پختہ ایمان کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ تمام نومبائعین کو ایمان و ثبات قدمی کی دولت سے مالا مال کرے۔

(عقیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولا پور)

امریکہ میں اینتھراکس پھیلانے میں
خود امریکہ کے اندر موجود دائیں بازو کے لوگ ملوث ہیں

جرمنی میں انتھراکس سے متعلق دو واقعات پیش آئے۔ اور سارے ملک میں کھلبلی مچ گئی۔ ڈاک خانے بند کر دیئے گئے۔ ہنگامی صورت میں معلومات حاصل کرنے کیلئے ٹیلیفون ہاٹ لائن جاری کئے گئے۔ لوگوں کو ہوشیار خبردار رہنے کی تاکید کی گئی۔ ڈاک لفافوں سے ملنے والے سفوف کا کیمیائی تجزیہ ہونے لگا اور لوگ بڑی بے صبری سے نتائج کا انتظار کرنے لگے۔ آخر معلوم ہوا کہ یہ کیمیائی دہشت گردی نہیں بلکہ نفسیاتی دہشت گردی ہے۔ پائی جانے والی شئے انتھراکس سے ملتی جلتی بے ضرر چیز ہے جو کہ آسانی سے دستیاب ہو جاتی ہے۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ امریکہ میں جو ایسے واقعات ہوئے ہیں اس میں خود امریکہ کے اندر دائیں بازو کے لوگ ملوث ہیں۔ اور انہی کو امریکہ کی حکومت تلاش کر رہی ہے۔ بین الاقوامی سطح پر کام کرنے والے کسی گروپ کا سراغ نہیں ملا۔ جرمن حکومت بہر حال اس واقعہ کے مجرموں کو بڑی سزا دے گی۔ ☆......☆

(بحوالہ ماہنامہ اخبار احمدیہ جرمنی نومبر ۲۰۰۱ء)

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کیرنگ اڑیسہ

جماعت احمدیہ کیرنگ اڑیسہ کا اڑتیسواں (۳۸) جلسہ سالانہ انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ 17,16 / فروری 2002 بروز ہفتہ و اتوار منعقد ہو رہا ہے۔ صوبہ اڑیسہ کی جملہ جماعتوں کے احباب اپنے اپنے علاقہ کے نومبائعین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس جلسہ میں شرکت فرمائیں۔ یہ جلسے نومبائعین کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ جلسہ مذکور کی ہر طرح سے کامیابی کیلئے احباب سے دعا کی بھی درخواست ہے۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

بقیہ صفحہ: (2)

☆عن انس قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اَرَادَ اَنْ یَّجْمَعَ بین الصلوتین فی السفر اَخَّرَ الظُّھرَ حتی یَدْخُلَ اَوَّلَ وقتِ العصرِ ثم یجمع بینھما

☆حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ سفر میں جب آپ نماز جمع کرنے کا ارادہ فرماتے تو ظہر میں اتنی دیر کرتے کہ عصر کا وقت آجاتا پھر دونوں ملا لیتے۔

☆عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْر قال حَدَّثَنَا ابْنُ عباس رضی اللہ عنھما اَنَّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمع بین الصلوۃ فِی سَفَرَۃٍ سَافَرَھَا فِی غَزْوَۃِ تَبُوْکَ فجمع بین الظھر والعصر والمغرب والعشاء قال سعیدٌ فَقُلْتُ لِابْنِ عباس مَا حَمَلَہٗ عَلٰی ذالک قال اَرَادَ اَنْ لَّا یُحْرِجَ اُمَّتَہٗ.

☆سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے سفر میں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی۔ سعید نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا تا آپ کی امت کو تکلیف نہ ہو۔

(مسلم جلد دوم۔ مترجم علامہ وحید الزماں۔ باب جواز الجمع بین الصلوتین فی السفر' صفحہ نمبر ۲۲۲ مطبع زمزم پرنٹنگ پریس دہلی۔ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس سوئی والان دہلی)

آئندہ کے شمارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا حضر میں یعنی مقیم ہونے کی صورت میں نماز جمع کرنے، نیز آنحضرتؐ کے جمع نماز کے طریق کے بارہ میں گفتگو کی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

(منصور احمد)